

حَدِيثُ الْحَمْدِ شَرْحُ قَصِيدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

# قصيدة الامام

درشان

رحمة للعالمين خاتم النبيين صلى الله عليه وآله وسلم

حضرت مولانا محمد اعظم رحمته الله عليه

رخ  
۶۷

مکتبہ نغمہ انیسویں ○ اقبال و دنیا لکھنؤ

58783 سلسلہ مطبوعات نمبر (۱۱)

مصنف، قصیدۃ النجمان	امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
ترجمہ منظوم	مولانا عبد الاحد مرحوم
	مالک مکتبہ مجتہبی دہلی
مترجم اور شارح	حضرت مولانا محمد اعظم قدس سرہ
	دیر و وال
سرورق	سید نفیس الحسینی لاہور
کتابت	جمیل مرزا بی۔ اے سیالکوٹ
طباعت	بار دوم
ناشر	مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ
	سیالکوٹ
صفحات	ایک سو بارہ (۱۱۲)
تعداد	دو ہزار (۲۰۰۰)
تاریخ اشاعت	ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ
	مطابق جنوری ۱۹۷۲
قیمت	دو روپے پچاس پیسے (۲/۵۰)
مطبوعہ	ایورگرین پریس لاہور

# فہرست

۶۶	ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت	۵	دیباچہ حمد و نعت
۶۷	آپ کی انگلیوں سے پانی کے چستے	۸	امام اعظم کا مختصر تذکرہ
۶۸	لنگریوں کی تسبیح کی آواز	۱۳	مقدمہ حیاتِ انبیا اور جوازِ زندہ کا ثبوت
۶۹	بادلوں کا سایہ	۲۶	آغاز قصیدہ مبارکہ (بیت السادات)
	زمین پر آپ کے قدم کے نشان نہ پڑتے اور	۲۹	زیارت کثیمت سے حاضری
۷۰	پتھر پر پڑتے	۳۰	رضائے مصطفیٰ اور رضائے خدا ہے
۷۱	نکلی ہوئی آنکھ ادرکے بوسے پہلو کو جوڑ دیا	۳۲	سب مخلوق سے بہتر
۷۲	حضرت علی کو آپ کے لعاب سے شفا	۳۳	عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
۷۵	حضرت جابر کے مردہ بچے زندہ ہو گئے	۳۴	شانِ رسالت
۷۶	خشک بکری دودھ دھار ہو گئی	۳۶	دُعائیں بحق کسی کے کہنا جائز ہے
۷۷	آپ کی دُعا سے اسی وقت مینہ برس پڑا	۳۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے
۸۴	حضرت فاطمہ کی چمکی فرشتے پھرتے تھے	۴۱	شانِ لولاک
۸۶	حضور جامع الصفات ہیں	۴۲	آپ کے نور سے کائنات پیدا ہوئی
۹۹	آپ بے مثل ہیں	۴۴	معراج کی رات آسمانوں کی نزیت
۹۱	انبیائے سابقین کی کتب میں آپ کا ذکر	۴۷	توسل کا بیان
۹۶	تصورِ شیح	۵۵	معجزات کا بیان
۹۸	نبی کریم سب سے افضل نعمت ہیں	۵۷	معجزہ شق القمر
۹۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا	۵۹	زبر آلود گوشت اور سوسمار کا کلام کرنا
۱۰۱	امام اعظم کا درجہ فنا فی الرسول اور علمِ حدیث میں	۶۰	بھیرٹیے کا کلام کرنا
۱۰۳	طلبِ شفاعت اور استغاثہ و استمداد	۶۲	معجزہ ہرنی
۱۰۷	فضائلِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۶۳	بکریوں اور اونٹنوں نے سجدہ کیا
۱۰۸	فضائلِ درود شریف اور آل کے معنی اور مراد	۶۴	درخت نے آپ کی رسالت کی گواہی دی

# عرض ناشر

مکتبہ نعمانیہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نام نامی سے منسوب ہے اس لئے خواہش تھی کہ مکتبہ سے جو پہلی کتاب شائع کی جائے وہ امام اعظم کی تصنیف ہو لیکن ساتھ ساتھ سید الکل ختم الرسل رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مقتضی تھی کہ سلسلہ مطبوعات کی پہلی ڈالی بارگاہ نبوت میں پیش ہونی چاہیے۔

الحمد للہ! یہ تمنا پوری کرنے کی اللہ تعالیٰ نے یہ صورت پیدا فرمائی کہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا ہوا امام اعظم کا مشہور و معروف قصیدہ نعمان (عربی) مع اردو شرح پرانی کتابوں سے مل گیا جو مطبع مجتہباتی دہلی نے تقریباً ۶۵ سال قبل شائع کیا تھا۔ ترجمہ اور شرح کرنے والے مرحوم و مغفور بزرگ نے بڑی محنت کی ہے۔ شرح میں آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور اقوال بزرگان دین سے عمدہ دلائل پیش کئے ہیں۔ ہر شعر کا ترجمہ نثر کے علاوہ نظم میں بھی کیا ہے۔ الغرض بفضلہ تعالیٰ یہی قصیدہ شائع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا گیا۔

فاضل شارح علیہ الرحمۃ نے کئی جگہ آیات، احادیث اور عربی، فارسی اشعار و عبارات کا اردو میں ترجمہ نہیں کیا تھا اس لئے چند اضافوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ اہم ترین کام میرے مشفق و مکرم استاد حضرت مولانا محمد شیر العقیلی مدظلہ العالی نے اپنے ذمہ لیا اور اپنا قیمتی وقت عطا کرتے ہوئے اس کام کو مکمل کر کے احسانِ عظیم فرمایا۔ فی الحقیقت مکتبہ کی اکثر خدمات آپ کے فیض و تربیت کا نتیجہ ہیں۔

قاریین کی آسانی کے لئے ہر آیت کے ساتھ پارہ اور رکوع اور اکثر احادیث اور اشعار کا حوالہ بھی حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے۔ اضافہ شدہ تراجم و حوالہ جات اور اصل حاشیہ میں امتیاز کے لئے مصنف کی عبارات کے بعد (منہ) تحریر کرویا ہے۔ بارگاہ الہی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قصیدہ کے مصنف، شارح، ناشر اور تمام معاونین کی سعی بظیف حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرماتے اور عوام و خواص کو اس خوزینہ سے کما حقہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین

(محمد اشرف)

# دیباچہ



## حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

معراج ہے چشمِ حوصلہ کی	رؤیت ہے ہلالِ بسملہ کی!
دلِ شکرِ خدا کا معترف ہے	نالہِ الحمد کا اَلِف ہے
ہر مومنے بدن اگر زباں ہو	ممکن نہیں حمد کا بیاں ہو

قاضی سب اصل مدعا سے  
پوچھو یہ زبانِ مُصطفیٰ سے

## نعت احمد صلی اللہ علیہ وسلم

چھوٹا سا ہے منہ بہت بڑی بات	کیا نعتِ رسول کا ہوا ثبات
ہے عرشِ بریں پہ جس کی سند	شاہنشاہِ انبیا محمدؐ
قوسینِ خم رکابِ عالی	معراج ہے اوجِ بابِ عالی

غائب نہ وہ نور ہے نظر سے  
صادِ صلوات نہ نکھیں مانگے

امالعد - ستر یا عیب، اپنے گناہوں سے شرمسار، خدا کی رحمت کا اُمیدوار  
محمد اعظم بن محمد یارِ ناظرین پاک خیال کی خدمت میں عرض کرتا ہے  
کہ ان دنوں اتفاقِ وقت سے تذکرہ معاذیہ جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کے یمن جانے اور خواب میں وفاتِ سزور کائنات و فخر موجودات علیہ و علیٰ آلہ  
و اصحابہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کے دیکھنے اور بصدِ ولولہ و اضطراب  
مدینہ منورہ میں پہنچنے اور ہر ایک صحابی سے مل کر آپ کی وفات کا حال پوچھنے  
اور کمالِ عشق و محبت کے اظہار میں بزبانِ عربی تصنیف ہے عاجز کی نظر سے گزرا۔  
اس کے آخر میں بطورِ خاتمہ قصیدہ متبرکہ تصنیف حضرت امام الائمہ سراج الائمہ فخر الفقہاء  
والمحدثین کمال معنی صورت مجسمِ رافتِ رؤفی امام ابوحنیفہؒ کو فی رحمۃ اللہ  
علیہ مرقوم ہے دیکھا گیا۔

یہ قصیدہ اس وقت کا جوشِ طبع ہے جبکہ آپ کو زیارتِ فیضِ زیارتِ روضہ  
ریاضِ جنت کی مدینہ مطہرہ زادہ اللہ شرفاً میں ہوئی تھی۔ چونکہ آج تک ایسا قصیدہ  
حاوی صدائیکات و معانی گنجِ مخفی کی طرح خاص خاص جگہ میں تھا خیال میں گزرا  
کہ اگر بنظرِ افادۂ عوام اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تو بہبودی دین و دنیا ہے اس  
کا پڑھنا پڑھانا بھی ثواب اور خوشنودی حق تعالیٰ ہے۔ اس خیال سے اس کو حتیٰ الوسع  
بسط و تفصیل کے ساتھ تمام کیا بعونہ و منہ تعالیٰ۔ اور بعد اتمام کے بغرض اشاعت و  
استزاج بخدمتِ فیضِ درجبت جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالاحد صاحب سلمہ  
(مالک مطبع مجتہبی واقع دہلی) بھیج دیا۔ سو الحمد للہ کہ مولانا موصوف نے اول سے  
آخر تک ملاحظہ فرمایا اور بعض بعض مناسب مقامات پر اصلاح بھی فرمائی۔ اور  
ہر شعر کو خوش اسلوبی سے دو شعر ترجمہ کے ساتھ بھی مزین فرمایا۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے  
مؤلف

۱۔ اس قصیدہ سے متعلق حضرت مولانا عبدالعلی آسی مدرسہ اسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔  
یہ قصیدہ مجموعہ تذکرہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخیر میں بطورِ خاتمہ کے چھپ گیا ہے اور نیز  
سلف صالح نے تاریخ میں اس قصیدہ متبرکہ کا پتہ دیا ہے اور یہ قصیدہ اس وقت کے جوشِ طبع کا نتیجہ ہے  
جو امام صاحب کو مدینہ منورہ میں روضہ مقدسہ حضرت رسالت پناہ روحی ندا کی زیارت سہرا پانچویں برکت  
بمعائنہ چشمِ صوری و عینِ معنوی نصیب ہوئی۔ اس قصیدہ میں بابجائیکات و دقائق و خفایاں اسرار الہی  
کی طرف اشارہ ہے بلکہ تمام قصیدہ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ و محاذ باہرہ و فضائل  
قرآنیہ و شمائل حدیثیہ سے مہر ابرو ہے۔ کہ ایک ایک شعر اس کا دلدادگان شاہد رسالت و طابان ذکر حضرت  
نبوت کے واسطے جوش و خروش پیدا کرنے والا ہے اور طالب کو مطلوب تک پہنچا بیولا ہے (صفحہ ۶۳۴ دہلیوں المغلین)

## امام صاحب کا مختصر تذکرہ

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک نعمان تھا اور کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم۔ کیونکہ آپ اپنے وقت میں فقہ و اجتہاد اور تتبع کتاب و سنت میں بہت درجہ رکھتے تھے۔ سرآمد فضلاء کے کاملین و علمائے متبحرین تھے۔ ان کے باپ کا نام ثابت تھا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ثابت کا باپ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ثابت ساتھ تھا۔ آپ نے دونوں کی اولاد کے واسطے خیر و برکت کی دعا کی۔ امام اعظم فارسی النسل اور ابنائے فارس سے تھے۔ بحکم مرویہ بخاری و مسلم و متفقہ دیگر محدثین لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثَّرِيَاءِ وَ فِي مِرَاوَيْتٍ لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالثَّرِيَاءِ لَتَنَازَلَهُ رَجُلٌ مِنْ اِلِ فَارِسٍ۔ آپ مخزن علم و ایمان تھے۔ ورع و تقویٰ زہد و ریاضت میں قدم آگے تھا۔ اہل عرفان کے بڑے بڑے پیشوا مثل ابراہیم ادہم و فضیل بن عیاض و داؤد طائی و بشر حافی رحمۃ اللہ علیہم آپ سے مستفیض تھے۔ فقہائے محدثین میں سے عبد اللہ بن مبارک و سفیان بن عیینہ و سفیان ثوری و عبد الرزاق و حماد بن زید اور وکیع و اعش و مقرئ استاد بخاری و ہشتم جیسے علمائے اعلام آپ کے شاگرد تھے۔

تعلیم و تالیف کتاب و سنت و معارف کے لئے من جملہ شلوخ اس فن کے

لے ترجمہ، اگر علم ثریا میں ہو تو اہل فارس کے کچھ لوگ اسے پالیں گے (سامل کر لیں گے) ایک روایت میں علم کی بجائے دین کا لفظ ہے۔



آپ کو امام الانام زبدۃ خاندان نبوی قدوۃ دودمان مرتضوی جناب امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص نسبت تھی اور بیعت بھی انہیں سے تھی۔ مقاماتِ علیہ کی سیر حضرت ابن رسول بحق ناطق امام ہمام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ امام محمد و ابی یوسف اور وکیع سے منقول ہے۔ کہ ابوحنیفہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر بڑی ارادت سے جاتے تھے۔ عقبہ (آستانہ) عالیہ کی خود باروب کشی کرتے اور مجاوروں کو کچھ دیتے۔ حافظ قرآن تھے ہر ایک مسئلہ کے لئے بارہا تمام قرآن پر نظر کرتے۔ اجتہاد میں آپ کا پایہ عالی تھا۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا طریق اقتباس نہایت ادق اور احوط ہے۔ اس لئے بعض نا فہموں نے جو ان دقائق کو نہیں پہنچے آپ کی شان والا میں بلباس تحکم و استعلا کچھ کچھ کہا ہے۔ وَلِنَعْمَ مَاقَالَ الْقَائِلُ

إِذْ لَمْ يَبَالُوْا شَانَهُ وَوَقَارَهُ فَالْقَوْمُ اَعْدَاءُ لَهُ وَخُصُوْمٌ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو رتبہ تابعی ہونے کا بھی حاصل ہے کیونکہ انہوں نے صحابہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھا ہے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ ابن حجر مکی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ صحابہ کو دیکھا۔ ۱۔ انس بن مالک ۲۔ عبد اللہ بن اوفی ۳۔ سہل بن سعد ۴۔ ابو الطفیل چارہ اور کہ جن سے بلا واسطہ روایت کی ہے۔ حنفیوں کے ہاں پچاس حدیثیں ایسی ہیں۔ واللہ اعلم اور مثبتین سے کسی کا قول ہے۔ قطعہ

۱۲ لے ترجمہ: چونکہ لوگ ان کی شان اور عظمت کو حاصل نہ کر سکے اس لئے ان کے دشمن اور مخالف ہو گئے۔

كُنِيَ النُّعْمَانُ فَخْرًا مَّا سَ وَالَا  
وَمَا خَيْرٌ مِّنَ اللَّهِ الْعَظِيمِ  
مِنَ الْأَخْبَاسِ مِنْ عُنُقِ الصَّابِ  
وَمَا خَيْرٌ مِنَ النَّبِيِّ إِلَّا أَصَابُهُ

ائمہ مجتہدین مثل مالک و احمد و شافعی رحمہم اللہ اکثر آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور استدلال میں آپ کی تعریف کیا کرتے بالخصوص امام شافعی صاحب کو آپ سے کمال ارادت تھی۔ وہ آپ کے مرقد شریف پر بھی جایا کرتے۔ بتوسل و تبرک حل مشکلات میں جناب الہی میں دعا مانگتے۔ محافل و مجالس عامہ و خاصہ میں آپ کا ذکر بہت کیا کرتے۔ انہیں کا قول ہے۔

أَعِدُّ ذِكْرَ لُعْمَانَ لَنَا أَنْ ذَكَرَهُ  
كَمَسْكِ إِذَا كَدَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

اور حضرت ابن مبارک نے کہا ہے۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا  
بِأَحْكَامٍ وَأَثَارٍ وَفَقَاهٍ  
إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ  
كَأَيَاتِ الذُّبُورِ عَلَى الصَّحِيفَةِ  
فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ تَطِيرٌ  
وَلَا يَطْعُرِيْنِ وَلَا يَكُونُهُ  
وَصَامَ نَهَارَهُ اللَّهُ خِيفَهُ

۱۔ نعمان کیلئے ان روایات کا فخر ہی کافی ہے جو انہوں نے شرفائے صحابہ سے روایت کیں۔ خدائے بزرگ درود اور نبی اکرم کی ہر بھلائی کو انہوں نے پایا ہے۔ ۱۲۔

۲۔ ہمارے لئے نعمان کے تذکرہ کا اعادہ کے بجاؤ کیونکہ اس کا ذکر کستوری کی طرح ہے جسکی خوشبو گھسنے کے تکرار سے ملتی ہے۔ ۱۳۔ مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہروں اور شہروں میں بسنے والوں کو زینت دیدی ہے۔ احکام شرعی، اتھار اور فقہ کے باعث جو آیات زبور کی طرح ورق پر مرقوم ہیں پس نہ تو دونوں مشرقوں میں ان کی کوئی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ شہر کوفہ میں وہ مستعد عبادت ہو کر راتوں میں بیدار رہتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ۱۴۔

ع تبیین الصحیفہ ص ۲۸ \_\_\_\_\_ مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن

آہمیان و اکابر اہل علم نے آپ کے مذہب کو ترجیح دی ہے کما قال غیر واحد  
 حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمَنِ  
 دِينَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى لَمَّا اعْتَقَدْتُ مَذْهَبَ النُّعْمَانِ  
 آپ مستغنی عن التوصیف ہیں آپ کے مناقب بے شمار اور اوصاف بیرون ازہما  
 ہیں۔ ائمہ اعلام مقلدین و غیر مقلدین نے آپ کے مناقب و محامد میں بقدر مائیسر تصنیفیں  
 کی ہیں۔ اس کے دریافت کرنے کو کتب ذیل دیکھنی چاہئیں :-

- ۱۔ خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان - (علامہ ابن حجر مکی شافعی)
- ۲۔ تبلیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ - (حافظ جلال الدین سیوطی)
- ۳۔ شقائق النعمان - (علامہ جبار اللہ زحشری)
- ۴۔ بستان فی مناقب النعمان - (شیخ محی الدین عبدالقادر ابن الوفا حنبلی)
- ۵۔ کشف الاسرار - (عبداللہ بن محمد حارثی)
- ۶۔ انصار - (یوسف بن فرعلی سبط ابن جوزی)
- ۷۔ تحفة السلطان فی مناقب النعمان (ابن کاس)
- ۸۔ عقود الجمان فی مناقب النعمان (ابو عبداللہ بن محمد دمشقی)
- ۹۔ عقود الجمان فی مناقب النعمان (امام ابو جعفر طحاوی)
- ۱۰۔ اکمال فی اسماء الرجال (صاحب مشکوٰۃ)

۱۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے نیکیوں میں سے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے وہ میرے  
 لئے کافی ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے جو تمام مخلوق سے بہتر ہے اور پھر  
 مذہب نعمان کی صداقت پر میرا اعتقاد ہے۔ ۱۲

عہ تبلیض الصحیفہ ص ۳۱ - مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن

- ۱۱۔ طبقات (ملا علی قاری)
- ۱۲۔ مجلہ (مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس)
- ۱۳۔ کشف المحجوب (علی بھویری داتا گنج بخش)
- ۱۴۔ تذکرۃ الاولیاء (شیخ فرید الدین عطار)
- ۱۵۔ نافع الكبير لمن يطالع جامع الصغير (مولانا عبدالحی فاضل لکھنوی)
- ۱۶۔ جلب المنفعت (نواب صدیق حسن خاں)
- ۱۷۔ سیرت النعمان (علامہ شبلی نعمانی پروفیسر علی گڑھ کالج)
- ۱۸۔ تنویر الحاسہ فی مناقب الائمة الثلاثة (مولوی محمد حسن)
- ان کے سوا صد ہا کتابیں امام صاحب کے مناقب میں ہیں اور لاکھوں اہل کشف کے اقوال شاہد ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی متاخرین سے اور بہت سے متقدمین سے منقول ہیں۔ وَبِاللّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا يُؤْتِيهِمْ مِّنْ رِّزْقِهِ مِمَّا يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى جَبِيْنِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ۔

عہ اور ۱۹۔ روح الایمان فی مناقب النعمان - ۲۰۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی

## مقدمہ

چونکہ قصیدے کا آغاز آیے ہے جو حرفِ نداسے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ حیاتِ انبیاء اور جوازِ ندا کا ثبوت اول دیا جائے تاکہ ظنونِ فاسدہ اور شکوکِ جملہ اول دل سے دور ہو جائیں اور طلال و کدورت نہ رہے۔ واضح ہو کہ پایہ ثبوتِ شرعیہ تین ہیں۔ ۱۔ قرآن ۲۔ حدیث ۳۔ عمل اُمت یا اجماع۔ جب ان سے کوئی امر ثابت نہ ہو تو پھر ایک چوتھے کی حاجت پڑتی ہے جسے قیاس کہتے ہیں۔

ف حیاتِ انبیاء اور جوازِ ندا کا ثبوت

۱۔ بخاری میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَيَرْجُلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيْتَهُ:

خلاصہ :- میرا بندہ کثرتِ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو اسے ضرور دیتا ہوں۔

جائے غور و تامل ہے کہ صفاتِ محدودہ بشریہ کے زائل ہونے سے صفاتِ غیر محدودہ حقیقیہ حاصل ہوتی ہیں۔

جیسے دور دراز سے سُننا، دیکھنا یا سُننا یا پہنچانا وغیرہ۔ تو جب بالجملہ علانقِ نبوی سے پاک ہو کر بالکل اِلَى اللہ و فِي اللہ و بِاللہ ہو جائے۔ کیونکہ صفاتِ حقیقیہ سے متصف نہ ہوگا۔ فافہم ۱۲ (منہ)

قرآن افضل ہیں۔ ۱۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے: کہ شہید زندہ ہیں۔ اور پیغمبر ان سے

۲۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ ایمان والوں کا مرنا جینا برابر ہے۔ اور پیغمبر ان سے افضل ہیں  
۳۔ یہ رسول تمہارا گواہ ہے۔ جس روز کہ پیغمبر اپنی اپنی امت پر گواہی دینے کو حاضر

لَهُ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ طَبْلٌ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (پہلے ۳) (منہ)

(ترجمہ:- اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں) ۱۲  
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا طَبْلٌ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
يُسْتَأْذِنُونَ (پہلے ۸) ۱۲ (منہ) (ترجمہ:- اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا  
بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں ۱۲

۳۔ کیونکہ وہ کامل الشہادت ہیں (منہ)

۴۔ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ (پہلے ۱۸) (منہ) (کیا جنہوں  
نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ  
ان کا مرنا اور جینا برابر ہے)۔ نافع مدنی، ابن کثیر، ابو عمر بصری، ابن عمر شامی، سلیمان اعلم قرأت کے  
نزدیک سواؤ کے آخر توہین میں ضمن ہے (منہ) اس کے مطابق ترجمہ یہ ہے جو درج ہوا۔ ۱۲  
۵۔ کیونکہ یہ کامل الایمان ہیں (منہ)

۶۔ تفسیر عباسی میں لکھا ہے کہ محی المؤمنین و محات المؤمنین سوا و بسوا یعنی ایمان والوں کا مرنا جینا برابر  
برابر ہے ۱۲ (منہ)

۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) در جامع البرکات نوشتہ و سے صلی اللہ علیہ وسلم بر احوال  
و اعمال امتاں مطلع است و بر مقربان و خاصان خود ممد و مفضیض و حاضر و ناظر ۱۲ (منہ) (ترجمہ:- شیخ عبدالحق  
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع البرکات میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حالات  
و اعمال سے آگاہ ہیں اور اپنے مقربوں اور خاصوں کے لئے ممد و مفضیض رساں اور حاضر و ناظر ہیں۔  
(باقی صفحہ ۱۳ پر)

ہوں گے اور تو اس (اپنی) اُمت پر گواہی دینے کو بلایا جاتے گا۔ اگر وہ زندہ نہیں اور ہمارے حال سے مطلع نہیں تو کیا گواہی دیں گے۔

### احادیث

۱۔ مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوسَىٰ فَإِذَا هُوَ فِيهِ قَائِمٌ يُصَلِّيُ۔ معراج کی رات میں موسیٰ (علیہ السلام) کی قبر پر سے گزرا، تو کیا دیکھتا ہوں وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۲۔ آپ نے فرمایا دنوں میں اچھا دن جمعہ ہے اس روز بہت درود پڑھا کرو۔ کیونکہ جو مجھ پر درود بھیجے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ مٹی میں کچھ رہ نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ خَدَمَ عَلٰی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔ اللہ نے پیغمبروں کے جسم مٹی پر حرام کئے ہیں ان کو نہیں کھاتی۔ (مشکوٰۃ باب الجمع)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۔ و شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (محدث دہلوی و تفسیر خود تحت قول اللہ تعالیٰ وَ یَکُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ط (پ ۱ ع ۱) و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کد ام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجاب کہ بدان از ترقی مانده است کد ام است بس او می شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اخلاص شمارا و نفاق شمارا ۱۲ انتہی (منہ) ترجمہ۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وَ یَکُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا کے ذیل میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ آپ اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے درجے اور رتبے سے آگاہ ہیں کہ وہ دین کے کس مرتبے پر پہنچا ہے اور اسکے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کونسا حجاب ہے جس سے وہ ترقی میں رُک گیا پس آپ تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے اخلاص و نفاق سے بھی واقف ہیں۔ ( دلائل قاری در شرح شفا از ابن دینار تابعی کی روایت کردہ است کہ روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الاسلام

یعنی روح مبارک آنجناب علیہ السلام اہل اسلام کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے ۱۲ در المنظر (منہ)

لہ اخرجہ مسلم عن النس ۱۲ (منہ) لہ اخرجہ ابو داؤد و البیہقی عن اوس الثقفی ۱۲ (منہ)

۳۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ

يُصَلُّونَ - پیغمبر زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (انباء الاذکیاء للسيوطی)

۴۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُونَ فِي قُبُورِهِمْ

هَذَا بَعْدَ أَسْرَاعَيْنِ وَلَكِنَّهُمْ يُصَلُّونَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ حَتَّى يُنْفَخَ فِي

الصُّورِ - پیغمبر زندہ ہیں پچالیس روز کے بعد پھر قبروں میں مکلف کئے جاتے ہیں۔

قیامت تک اللہ کے سامنے نماز پڑھتے رہیں گے۔ (انباء الاذکیاء للسيوطی)

۵۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً فِي يَوْمِ

الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللَّهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِينَ مِنْ

حَوَائِجِ الْأَحْدَاثِ وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ وَكَّلَ اللَّهُ بِذَلِكَ مَلَكًا

يَدْخُلُ عَلَيَّ فِي قَبْرِي كَمَا يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ الْهَدَايَا يُخْبِرُنِي مَنْ

صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ فَأَثَبْتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ - (بیہقی) اِنَّا

عَلِيُّ بَعْدَ مَوْتِي كَعَلِيٍّ فِي الْحَيَاةِ - جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کوئی مجھ پر سو مرتبہ

درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی سوجا جت پوری کر دیتا ہے۔ بشر آخرت میں تیس دنیا

میں پھر اللہ ایک فرشتہ اس پر موکل (مقرر) کرتا ہے کہ وہ مجھے اس طرح پہ درود پہنچاتا

ہے جیسے کوئی کسی کے پاس ہدیہ لے جاتا ہے (وہ مجھے درود پڑھنے والے کے

نام و نسب کی بھی خبر دیتا ہے کہ یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَآلِكَ

وَسَلَّمَ يَهْدِيهِ دَرُودُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ كَمَا هُوَ - میں اس کو اپنے ایک نورانی دفتر میں لکھ

لیتا ہوں ۱۲ بیہقی) میری جان پہچان بعد موت بھی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ اب ہے۔

۱۔ اخرجہ ابو یعلیٰ والبیہقی عن الش ۱۲ (منہ) ۲۔ اخرجہ البیہقی عن الش ۱۲ (منہ)

۳۔ اخرجہ البیہقی والاصمہانی فی الترغیب ۱۲ (منہ) (انباء الاذکیاء للسيوطی)



۶۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى غَائِبًا بَلَغْتُهُ۔ جو شخص میری قبر کے پاس آکر درود پڑھے تو میں غور سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو وہ مجھ کو پہنچا یا جاتا ہے۔ (انباء الاذکیا بیسوطی)

۷۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكَ اعْطَاهُ اسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِي فَمَا مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغْنِيهَا۔ اللہ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام جہان کی باتیں سنائی دینے کا رتبہ عطا کیا ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا رہتا ہے جہاں کہیں کوئی مجھ پر درود پڑھے وہ مجھے پہنچا دیتا ہے۔ (انباء الاذکیا بیسوطی)

۸۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَاحُونَ يُبَلِّغُونَ مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ۔ اللہ کے کئی فرشتے سیاح ہیں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور مجھے میری امت کا سلام پہنچا دیتے ہیں۔

۹۔ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ صَلَوَاتِ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَأْتِي بِعَدَاكَ مَا حَالَهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ صَلَوَاتِ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ وَتَعْرِضُ عَلَيَّ صَلَوَاتُ غَيْرِهِمْ عَدْوًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا گیا کہ فرمائیے جو لوگ دور سے آپ کو مخاطب کر کے درود پڑھیں یا بعد آپ کے تو ان کا درود و سلام کیونکر آپ کو معلوم ہوگا۔ فرمایا

۱۔ انرجہ البیہقی فی شعب الایمان والاصبہانی فی الترغیب عن ابی ہریرۃ ۱۲ (منہ) ۳۔ انرجہ البخاری فی تاریخہ  
۱۲ (منہ) ۳۔ رواہ النسائی والدارمی عن انس ۱۲ (منہ) ۳۔ دلائل الخیرات ۱۲ (منہ)

میں اپنی محبت اور عشق والوں کا درد تو خود سن لوں گا اور انہیں پہچان لوں گا اور دوسروں کا درد مجھ پر پیش کر دیا جائے گا۔

۱۰۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَنِّي وَأَصْنَعُ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَيُّ فَلَمَّا دَفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَأَنَّ اللَّهَ مَا دَخَلَتْهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَى نِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ - میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ابوبکر صدیق مدفون ہیں کھلے کپڑوں جایا کرتی اور دل میں کہتی کہ کچھ حرج نہیں۔ آنحضرت تو میرے شوہر ہیں اور ابوبکر میرے باپ مگر جب عمرؓ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو پھر عمرؓ سے شرم کی وجہ سے میں اس کمرے میں اس حالت میں داخل ہوتی ہوں کہ پردے کے کپڑے مجھ پر بندھے ہوتے ہیں۔

اجماع یا عمل اُمت، باتفاق اہل سنت و جماعت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الصحابة و اعلمهم بالكتاب والسنة ہیں۔ بعد وفات سرور کائنات علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ان کا یہ مرثیہ ہے۔

وَدَعَانَا الْوَحْيُ إِذَا وَكَيْتَ عَنَّا  
فَوَدَّعَنَا مِنَ اللَّهِ الْكَلَامُ  
سِوَى مَا قَدْ تَرَكْتَ لَنَا هِينًا  
تَفَمَّنَهُ الْقَدْرَ طَيْسَ الْكَلَامُ

۱۱۔ رواہ الامام احمد فی مسندہ ۱۲ (منہ)  
۱۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور قرآن و سنت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ ۱۲۔

۱۳۔ جب آپ نے ہم سے منہ پھیر لیا (یعنی وفات پائی) تو وحی الہی اور اللہ کے کلام نے بھی الوداع کہہ دیا۔  
سوائے اس کلام کے جسے آپ نے ہمارے لئے کاغذوں میں بند چھوڑا ہے (شعر کا مفہوم لکھ دیا ہے)

(حضرت) عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ كَانَ لَكَ جِدْعٌ تَخْطُبُ النَّاسَ  
عَلَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ أَخَذْتَ مِنْبَرَ السُّمْعَاءِ فَحَنَّا الْجِدْعُ الْخ

(حضرت) عثمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

كُنْتُ السَّوَادَ لِنَاطِرِي فَعَمِي عَلَيْكَ النَّاطِرُ  
مَنْ شَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَيْمَتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَادِرًا

وَلَهُ الْيَضَاءُ

مَا سَأَلَ اللَّهُ صَاقِ بِنَا الْفَضَاءُ  
فَجَاهَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَاءُ  
رَجْوَتِكَ يَا ابْنَ أُمَّتِي لِأَبِي  
وَجَلَّ الْمَخْطَبُ وَالنَّقْطَعُ الْإِخَاءُ  
مَرَفِيعٌ مَا لِدِرْفَعَتِهِمْ أَنْتِهَاءُ  
مُحِبُّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الدَّرَجَاءُ

۱۷۰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ایک ستون سے  
ٹکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہوتے تو آپ نے منبر بنو الیاء تاکہ لوگوں کو اپنا  
کلام سنا سکیں تو وہ ستون رو دیا۔ (السیرۃ النبویہ مفتی مکہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ)

۱۷۱ آپ میری آنکھ کی پتلی تھے۔ پس آپ کی وجہ سے (یا آپ کے غم میں) آنکھ اندھی ہو گئی زہمی کی یا کو سلکن  
کرنا خلاف قیاس ہے، آپ کے بعد جو شخص چاہے مرے (یعنی جو مرتا ہے مرتا رہے) مجھے تو  
صرف آپ کی وفات کا ڈر تھا۔ (السیرۃ النبویہ مفتی مکہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ)

۱۷۲ اے اللہ کے رسول (آپ کی وفات سے) وسیع زمین میرے لئے تنگ ہو گئی اور مصیبت  
بہت بڑھ گئی اور دوستی منقطع ہو گئی۔ اے اللہ کے رسول آپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے اس کی بلندی  
کی کوئی انتہا نہیں۔ اے آمنہ کے فرزند میں آپ سے امید رکھتا ہوں کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہے  
اور محبت کو اپنے محبوب سے امید ہوا کرتی ہے۔

(حضرت) صفیہ رضی اللہ عنہا

الْأَيَّامَ رَسُولَ اللَّهِ كُنْتُ رَجَاءَنَا  
 وَكُنْتُ رَاحِمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا  
 لَعَمْرُكَ مَا أَنْبَى النَّبِيَّ لِفَقْدِهِ  
 كَانَ عَلَى قَلْبِي لِذِكْرِ مُحَمَّدٍ  
 أَفَاطِمَ صَلَّى اللَّهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ  
 فَدَى لِرَسُولِ اللَّهِ أُمَّيْ وَخَالَتِي  
 فَلَوْ أَنَّ رَبَّ النَّاسِ أَبْقَى مُحَمَّدًا  
 عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ السَّلَامَ تَحِيَّةً  
 وَكُنْتُ بِنَابِذًا وَلَمْ تَكُ جَافِيًا  
 لِيُنَبِّكَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيًا  
 وَلَكِنْ لِمَا أَخْشَى مِنَ الْمَرَجِ أَمِيًا  
 وَمَا خِفْتُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ لِلْكَأْوِيَا  
 عَلَى جَدَاتِ أَسْلَى بِيْثَرٍ شَادِيَا  
 وَعَمِّي وَابَائِي وَنَفْسِي وَمَالِيَا  
 سُرْرَانَا وَلَكِنْ أَمْرُهُ كَانَ مَا فِيبَا  
 وَأُدْخِلْتَ جَنَاتٍ مِنَ الْعَدْنِ مَا فِيبَا

(حضرت) فاطمہ زہرا اور صفیہ رضی اللہ عنہما جب مزار پر انوار پر آتی تھیں تو اپنے شوق و

اضطراب کو بیان کرتی تھیں۔

اے اللہ کے رسول آپ ہماری امید تھے اور آپ ہمارے محسن تھے بھانکار نہ تھے۔ آپ بڑے مہربان بھی تھے اور بادی و معلم بھی۔ ہر رونے والے کو آج آپ پر رونا چاہیے۔ اے خالبا تیری زندگی کی قسم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے بعد آنے والے قمنہ و آشوب کے ڈر سے رو رہی ہوں۔ گویا آنحضرت کی یاد اور آپ کے بعد آنے والے واقعات کے ڈر سے میرے دل پر داغ دینے کے گرم لوسے رکھے ہوئے ہیں۔ اے فاطمہ اللہ تعالیٰ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے اپنی رحمت نازل فرمائے اس قبر پر جو پیرب (مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ رسول خدا پر میری ماں، خالہ، چچا اور میرے آباؤ اجداد اور خود میری فاتاد اور میرا مال فدا ہو جائے اگر کوئی پورے گھر میں آنحضرت کو باقی رہنے دیتا تو ہم خوش ہوتے لیکن اس کا حکم باری ہو کر رہتا ہے آپ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ راضی خوشی جنت عدن میں داخل ہوں۔ صحیح طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ بیروت ۱۲

إِذَا اشْتَدَّ شَوْقِي نَزَرْتُ قَبْرَكَ يَا  
 أَيُّهَا سَاكِنُ الْعَبْرَاءِ عَلَّمْتَنِي الْبَكَ  
 فَإِنْ كُنْتُ عَفْوِي فِي الثُّرَابِ مُغْفِيًا  
 أَلُوْحُ وَأَسْكُومًا أَمَّا كُفْجَاوِبُ  
 وَذِكْرُكَ النَّسَائِي جَمِيعَ الْمَصَائِبِ  
 فَمَا كُنْتُ عَنْ قَلْبِ الْحَزِينِ لِبَغَائِبِ

(حضرت) علی بن حسین رضی اللہ عنہما

يَا مُصْطَفَى يَا مُجْتَبَى! اِسْحَمَّ عَلِي عَصِيَا بِنَا!

کتب سیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ جب قاتلانِ امام علیہ السلام آپ کی شہادت کے بعد پس ماندگانِ اہل بیت نبوت کو دمشق کی طرف اسیر کر کے چلے تو جناب زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان بیٹیوں سے حضورِ اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں استغاثہ کیا۔

يَا جَدِّ مِنْ حَوْلِي يَا مَعِي وَلِخَوْفِي  
 يَا جَدِّ مِنْ تَكَلِّي وَطَوْلِ مُعِيْبَتِي  
 يَا جَدِّ لَوَالِجِدَّتِي وَسَأَيْتِي  
 بِالذَّلِّ قَدْ سَلَبُوا الْقِنَاعَ وَحَبَّرُوا  
 لِقَاعَ عَيْنِهِ اقْوَمُوا أَقْعُدُوا  
 يَا جَدُّ نَاخِرَ الْحُسَيْنِ وَمَوْرَدِ

۱۔ جب میرا شوق بڑھ جاتا ہے تو آپ کی قبر کی روتے ہوئے زیارت کرتی ہوں اور نوحہ کرتی ہوں فلکات کرتی ہوں مگر دیکھتی ہوں کہ آپ جو اب نہیں رہتے (نخوی ترکیب کے لحاظ سے مجاوب منصوب ہونا چاہیے لیکن آخری دو شعروں میں حرفِ روی کسود ہے) اسے زمین میں سکونت رکھنے والے تو نے مجھے رونا سکھا دیا۔ اور تیری یاد نے میری تمام معیبتیں بھلا دیں۔ اگر آپ مجھ سے قبر میں غائب ہیں (تو کیا ہوں) آپ میرے غمزہ دل سے غائب نہیں۔ ۱۲۔

۲۔ اے مصطفیٰ! اور اے مجتبیٰ! (صلی اللہ علیک) ہماری نافرمانی پر رحم فرمائیے۔ ۱۲۔

۳۔ مذکورہ اشعار میں بہت سی افلاطینِ ان کی اصل نہیں مل سکی اس لئے ان کا ترجمہ اور تفسیح نہیں ہو سکی۔

۴۔ مدارج النبوت و صل دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۰۔ ۱۲۔

یا خالقی انت الرقیب علیہم  
یا والدی المشفق علی المرقتی  
یا امی الن ہدای قومی وعددی  
ہذا حبیبک بالحدید مقطع  
والطیبون بنورک قتلی حولہ  
ہذا مصائب ما اصیب بمثلہ

فی فعلہ ظلما وانت الشاہد  
مال العدو بنا قد مہد!  
وجمع املاک السماء تشہد  
ومخضب بدمائہ متشہد  
فوق الصعید مفرج ومجد  
بشر من المخلوق الا واحد

بہجتہ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جب  
مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو روضہ مطہرہ پر دست بستہ کھڑے ہو کر التماس کیا  
فی حالت البعد ما وحی کنت ارسلیھا  
وہذہ نوبۃ الاسباح قد حضرت

تقبل الارض عنی وھی ناسبتی  
فامد یدیک لکی یحظو بحاشفتی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک نکالے اور مصافحہ کیا۔  
اور بھی جناب قدسی مآب نے رفع اشتباہ مشتبہین کے لئے دُور سے حضرت کریم  
میں گزارش کی ہے۔

لہ دوری کی حالت میں تو میں اپنی روح کو جو میری قائم مقام سے بھیجا کرتا تھا تاکہ آپ کی زمین کو بوسہ  
دے۔ اب نوبت جسموں کی حاضری کی ہے جو حاضر ہو گئے۔ اپنے دست مبارک دراز کیجئے  
تاکہ میرا ہونٹ اُن (کو چوسنے) سے بہرہ ور ہو۔ ۱۲۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے  
مذکورہ اشعار بھی اُن کی طرف منسوب کئے ہیں۔ بعض کتابوں میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ  
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت موجود تھے اور یہ واقعہ نوے ہزار کے مجمع  
میں پیش آیا (فضائل ج ۱۳)۔

58783

يَا حَبِيبَ الْإِلَهِ خُذْ بِيَدِي  
غَيْرُ عُرْوَاكَ لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ  
مَالِ الْعَجْزِيِّ سِوَاكَ مُسْتَنْدِي  
لِلْعَلِيلِ الذَّلِيلِ مُعْتَمِدِي  
لَيْسَ يَا سَيِّدِي إِلَى الْأَحَدِ  
وَمِنْهُ أَيْضًا

يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْمَعْ فَثَلَّثَا  
إِنِّي فِي بَحْرِ عَمْدٍ مُغْرَقٌ  
يَا حَبِيبَ اللَّهِ انْظُرْ حَالَنَا  
خُذْ يَدِي سَهْلٌ لَنَا أَشْكَالُنَا

شیخ امام بو صیری قدس سرہ:

يَا كَرَّمَ الْخَلْقَ مَا لِي مِنَ الْوُذْبِ  
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اسی طرح کسی کو اہل علم و اعتماد سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

حیات اور سمع میں اختلاف نہیں اور جاہلوں کا مرض لاعلاج ہے۔ فرد

دانا کے لئے کافی ہے اک لفظ نصیحت نادان کو کافی نہیں دفتر رسالہ

۱۰ اے خدا کے حبیب میری دستگیری فرمائیے کیونکہ میری عاجزی اور در ماندگی کے لئے آپ کے

سوا اور کوئی نہیں جس پر میرا اعتماد ہو۔ دونوں جہانوں میں آپ کی دست آویز کے سوا اس علیل و ذلیل

کے لئے کوئی نہیں جس پر میں بھروسہ کر سکوں۔ اے میرے آقا آپ کی جناب کے سوا کوئی ایسا نہیں جسکی پناہ

۱۱ اے اللہ کے رسول ہماری بات سنیے اور اے اللہ کے حبیب ہمارے حال کو ملاحظہ فرمائیے۔ میں

غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں میری دستگیری کیجئے اور ہماری مشکلات کو آسان کیجئے۔ ۱۲ اِسْمَعُ

اور انظر میں ہمزہ وصلی ہے اسے وسیع کلام بطور ہمزہ قطعی استعمال کرنا صحیح نہیں)

۱۳ اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ کسی بڑے حادثے کے نازل ہونیکے وقت میں اسکی پناہ

## فتویٰ

مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی عم فیضہ،  
 السَّامِعُ مِنَ الْبَعِيدِ لِلْأَوْلِيَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَالْأَنْبِيَاءِ  
 عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سَيِّدِ الشُّسُلِ عَلَيْهِ وَآلِهِمُ الصَّلَاةُ وَ  
 فَخْرُ الْأَوْلِيَاءِ قُدْسٌ سَدْرُهُ حَقٌّ ثَابِتٌ بِالْقُرْآنِ وَالْأَحَادِيثِ  
 وَكَلَامِ الْعُلَمَاءِ الذَّمِغِينَ الصَّالِحِينَ. وَهِيَ عَقِيدَةٌ أَهْلِ السُّنَّةِ  
 وَالْجَمَاعَةِ. وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ وَالْمُخَالَفُ يَتَّبِعُ فِي تَبِعِ  
 الْخِيَالِ وَالْخِيَالُ الْمُضْتَالُ.

ماقمہ الفقیر غلام قادر عنی عنہ ساکن بھیرہ

مولانا مولوی غلام رسول صاحب عادل گڑھی عم فیضہ  
 تمام اہل سنت و جماعت اعتقاد بحیوۃ النبی و سمع و ادراک و جواز ندادارند۔  
 احقر غلام رسول۔ ساکن عادل گڑھی

مولانا مولوی غلام رسول صاحب امرتسری عم فیضہ  
 یہ خطاب درست ہے کیونکہ اس میں اور اس خطاب میں جو التھیات میں ہوا

لہ اولیائے کرام اور انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً سید المرسلین علیہم السلام و سلم کا دور رس ہے،  
 قرآن و احادیث اور علمائے راہین کے کلام سے ثابت ہے اور اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ  
 ہے اور آیات تنزیہی کے بعد گڑھی ہوگی۔ اور مخالف خیال کے بیابان میں حیران و سرگرداں رہے گا۔ ۱۲  
 لہ تمام اہل سنت انبیاء کے ذمہ ہونے اور ان کے سننے دیکھنے اور ان کو ندادار یا کے ساتھ  
 پکارنے کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ۱۲



کرتا ہے کچھ فرق نہیں۔ جب اَسْلَامٌ عَلَيْكَ اِيْهَا النَّبِيُّ کہنا بالاتفاق بین

الائمة الاربعہ درست ہوا تو یہ بھی درست ہے۔ واللہ اعلم

عبد اللہ الغنی غلام رسول الحنفی عفی عنہ

مولانا مولوی محمد عبد الجبار صاحب امر تسری عم فیضہ

اگر نیت قائل اسماع حق تعالیٰ آل جناب راست بصیغہ خطاب می گویم

جائز است۔ واللہ اعلم۔

عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی اسلفی عفا اللہ عنہما

مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی عم فیضہ

مرا ببول اخی مولوی عبد الجبار صاحب اتفاق است

ابوسعید قلم خود عفی اللہ عنہ

نوٹ:۔ مولانا عبد الجبار اور مولانا محمد حسین صاحبان لہلہ حدیث ہیں۔

۱۱۔ اگر کہنے والے کی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیتا ہے تو صیغہ خطاب سے لیکار جائز ہے۔

۱۲۔ مجھے بھی برادر مولوی عبد الجبار صاحب کے جواب سے اتفاق ہے۔ ۱۲۔

# آغاز قصیدہ مبارکہ بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قاصِدًا  
أَسْرَجُوا رِصَانَكَ وَاحْتَمَى بِحِمَاكَ

معنی بیت - اے سیدوں کے سید۔ پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی قصد سے  
آپ ہی کے حضور آیا ہوں۔ آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی اُمید رکھتا ہوں۔ اور  
اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اے پیشوائے دوسرا در پر ہوں تیرے آڑا | چشمِ کرم بہرِ خدا، چشمِ کرم بہرِ خدا  
تیری عنایت چاہیے، تیری حمایت چاہیے | مطلوب ہے تیری طلب، محبوب ہے تیری رضا

آل حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سید السادات ہونے میں کسی کو کلام نہیں  
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا ہے  
لَئِنْ لَمْ يَأْتِ بِآيَاتٍ لَّكَذَابٍ كَذَابٍ فِي النَّفْسِ أَوْ دُونَ ذَلِكَ لَئِنْ لَمْ يَأْتِ بِآيَاتٍ  
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَ  
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ (پہلے ۲۷) یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے تو کسی کا باپ  
نہیں ہے لیکن اللہ کا رسول اور نبیوں کا پورا کرنے والا ضرور ہے۔ ختمِ باختر  
رسانیدن کذا فی المنتخب وغیرہ۔ پس آپ نبیوں کے پورا کرنے والے ہیں۔ بجز

۱۔ ابو نعیم نے علیہ میں اور ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں اور دہلی نے مسند الفردوس میں ابی طفیل سے  
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرے دس  
نام ہیں۔ ۱۔ محمد ۲۔ احمد ۳۔ فاتح ۴۔ خاتم ۵۔ ابو القاسم ۶۔ عاشق ۷۔ عاقب ۸۔ ماحی  
۹۔ لیلیٰ ۱۰۔ طے ۱۱۔ اللہ المنظم (منہ)

سید السادات

آپ کے کمی تھی تکمیل آپ کے وجود باوجود سے ہوتی تو کمال آپ ہی کو حاصل ہوا۔ پس سید (پیشوا) یہی ہیں۔ کیونکہ پیشوائی اہل کمال کو لائق ہے اور خاتم النبیین سے ثابت ہو چکا ہے کہ درجات انبیاء کے پورا کرنے والے آپ ہیں۔ کیونکہ سب پیغمبروں کو اکیلے اکیلے جو کمال حاصل تھے۔ وہ سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف میں کلیتہً موجود ہوئے۔ اس صورت سے بھی سیادت اور پیشوائی کے حقدار آپ ہیں۔ **فَالنَّبِيُّ الْأُمِّيُّ سَيِّدٌ مِّنْ آتِي وَجِبِّ كَانِ**۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ **تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمُ عَلَى بَعْضٍ**۔ **مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ** (پ ۱۷) یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور جن کو فضیلت دی ہے ان میں سے (کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے) اور بعض کا درجہ بلند کیا ہے۔

اور بعض سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسے کہ تفسیر معالم وغیرہ میں ہے اور تفسیر مظہری میں ہے کہ اونچے درجے والے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور آپ کا فاضل و رفیع الدرجات ہونا وحی غیر منقولہ سے بھی ثابت ہے جو جمع علیہا امت ہے۔ انتہی اور مظہری والے نے بعد اس

۱۷ پس نبی اُمی ہر وجہ اور ہر طریقے سے سردا ہیں۔ ۱۲

۱۷ وهو قول جبریل علیہ السلام اِذَا ذُكِرْتَ ذُكِرْتَ مَعِيَ عَنِ اللَّهِ  
تعالیٰ عند تفسیر قول جل جلالہ **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ**۔ ۱۲ معالم (منہ)  
(ترجمہ یعنی حضرت جبرائیل نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے (جب میرا ذکر ہوتا ہے تو میرے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوتا ہے) **رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** کی تفسیر میں صاحب معالم نے اس کا ذکر کیا ہے)

کے بہت سی حدیثیں جو مشتمل بر فضیلت آپ کے دیگر انبیاء پر ہیں ذکر کی ہیں۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیثیں اگرچہ از قسم آحاد ہیں۔ لیکن معنی متواتر اور مقبول حدیثیں وائمہ اعلام ہیں۔ یہ بھی وطبرانی و ابن عساکر نے حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل نے بیان کیا کہ میں نے تمام زمین پر شرقاً غرباً پھر پھر کر دیکھا لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی شخص اور بنی ہاشم سے کوئی قوم افضل نہیں دیکھی۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعقیبات علی موضوعات ابن الجوزی میں لکھتے ہیں کہ ابو نعیم نے علیہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اور حاکم نے مستدرک صحیح میں حضرت عائشہ و جابر سے بھی اور اسی نے بسند صحیح ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ : میں سردار اولاد آدم ہوں اور علی سردار عرب ہے۔

اور ابن عساکر نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَالْبُرُجُكِيِّ  
سَيِّدُ كَهْوَلِ الْعَرَبِ وَعَلِيٌّ

میں تو تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔  
اور ابو بکر عرب کے میانہ بکر والوں کا

لے ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ جب علیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تو آپ کی اللہ آمنہ نے فرمایا کہ اے علیہ! جس بچہ کو تو نے لیا ہے اس کی شان عجیب ہے۔ میں جب اس سے حاملہ تھی تو مجھے کہا گیا تھا کہ جب تو جنے تو اس کا نام احمد رکھو۔ کیونکہ سید العالمین یعنی تمام جہان کا سردار ہے۔

الخ ۱۲ الدر المنظم۔ مختصر من الحدیث و منہ

سردار ہے اور علی جو انان عرب کا سردار ہے  
 سَيِّدُ الْعَرَبِ  
 اور مسلم میں بروایت ابی ہریرہ اور ترمذی میں ابی سعید سے مروی ہے کہ پیغمبر  
 خدا علیہ وآلہ التھیمة والثناء نے فرمایا:  
 أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ  
 یعنی قیامت کو کہ موقع اظہارِ حقیقت  
 ہے، میں ہی اولادِ آدم کا سردار اور پیشوا  
 الْقِيَامَةِ  
 ہوں گا۔

اور چونکہ انبیاء اپنی اپنی اُمت کے پیشوا اور سردار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم انبیاء و مرسلین کے پیشوا۔ تو آپ سید السادات ہیں۔ وَالْحَمْدُ  
 لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ۔

قاصداً۔ اس واسطے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قصدِ خدمت  
 کے سوا اور کوئی غرض یہاں آنے کی نہیں۔ آنا محض بقصدِ نیت سعادت اندوڑی  
 ملازمان حضور ہے۔ جذب القلوب میں ہے۔

مَنْ جَاءَنِي مِنْ أُمَّةٍ أَلْحَمِدُ  
 یعنی جو شخص میری زیارت کو آئے بشرطیکہ  
 اسے سولے میری زیارت کے اور کوئی  
 کام نہ ہو۔ تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں  
 قیامت کو ضرور اس کی سفارش کروں گا۔  
 حَاجَةً إِلَّا يَأْتِيَنِي كَانَتْ حَقًّا  
 عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ  
 الْقِيَامَةِ۔

اور بھی حدیث میں ہے

مَنْ نَزَارَنِي مُتَعَمِّدًا كَانَتْ فِي  
 یعنی جو شخص میری زیارت کرتے اور اس  
 کا اصلی مقصد میرے پاس تک آنے کا ہی  
 جَوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

زیارت کا نیت سے حاضری

ہو تو وہ قیامت کو میرے پڑوس میں ہوگا

اَسْجُوْا مِرْضَاكَ - خوشنودی خدا تعالیٰ کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے بجز اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو۔ کیونکہ خوشنودی آپ کی موجب خوشنودی خدا ہے۔ اسی واسطے صلح حدیبیہ میں جب مومنوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت استرضائے (حصولِ خوشنودی) آپ سے بیعت کی (کہ جب تک جان ہے میدان سے نہ نکلیں گے تالی کہ آپ ہم پر راضی ہو جائیں) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوشنودی کو اپنی خوشنودی ٹھہرایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ لَقَدْ سَخِىَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يَبَايَعُوْنَكَ - (پطع ۱۱) (الایۃ) بتحقیق اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہوا جبکہ انہوں نے تیری بیعت کی۔

شکوۃ شریف میں (نقل عن البیهقی فی شعب الایمان) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ سَخِىَ فَقَدْ سَخَّرَ اللّٰهُ وَمَنْ سَخَّرَ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس نے مجھے خوش کیا گویا اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ سے بہشت میں داخل کرے گا۔

الغرض آپ کے تمام منسوبات فی النبوة والرسالة منسوبات بحق ہیں۔ جیسے مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ اور وَمَا سَأَمِيْتُ اِذْ سَأَمِيْتُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَأَمَى۔ اور يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ اور بخاری میں ہے مَنْ اطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا

۱۔ جس نے رسول کا حکم مانا ہے شک اس نے اللہ کا حکم مانا (پطع ۸) اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی (پطع ۱۶) اور ان کے ہاتھوں پر (جن سے انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیعت کا شرف حاصل کیا) اللہ کا ہاتھ ہے

رضائے مصطفیٰ رضائے خدا ہے۔

فَقَدْ عَصَىٰ اللَّهُ وَمُحَمَّدٌ فَرَقٌ بَيْنَ النَّاسِ - جس نے محمد صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ جل جلالہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی تو گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی - اور محمد ہی فرماں  
 برداروں اور سرکشوں میں فرق ہے - نیز حدیث میں آیا ہے کہ جس نے مجھ کو خفا کیا -  
 اس نے خدا کو خفا کیا اور جس نے مجھ کو راضی کیا اس نے خدا کو راضی کیا - اور جس  
 نے میری نافرمانی کی اس نے گویا خدا کی نافرمانی کی - اور جس نے میری فرمانبرداری کی  
 اس نے گویا خدا کی فرمانبرداری کی - چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں قُلْ إِنْ كُنْتُمْ  
 تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (پت ۱۲) تو کہہ کہ اگر تم اللہ سے  
 پیار لگانا چاہتے ہو تو پہلے مجھ سے پیار لگاؤ - میرے ساتھ پیار لگانے سے اللہ خود بخود  
 تم سے پیار کرے گا کیونکہ میری خوشی اس کی خوشی ہے -

وَاللَّهُ يَخَيْرُ الْخَلَائِقِ إِنَّ لِحُفَّ!

(۲) قَلْبًا مَشُوقًا لَا يَرُومُ سِوَاكَ

معنی بیت - اللہ کی قسم! اے بہترین مخلوقات تحقیق میرا دل آپ کی زیارت  
 کا بہت ہی شوق رکھتا ہے - سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں چاہتا ہ -

اے رہنمائے گمراہوں، اے بہترین جہوں | اے خاتمِ پیغمبروں، اے منظرِ نورِ خدا  
 رہتے ہیں تیرے شوق میں مضطرب و جان و جگر | راحت کہاں تیرے بغیر الفت کسے تیرے موا  
 وَاللَّهُ قَسَمٌ اس لئے کھائی کہ قسم سے کلام موکد ہو جاتا ہے اور اللہ سے زیادہ  
 عظمت اور بزرگی والا کون ہے کہ جس کی قسم لائق تسکین مخاطب ہو -

ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ خَلَفَ بَعْدِي اللَّهُ فَقَدْ أَشْرَكَ - جس نے سوائے اللہ کے کسی اور شے کی قسم کھائی تو گویا اس نے شرک کیا۔  
خَيْرَ الْخَلَائِقِ - بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب مخلوقات سے بہتر ہیں۔

ترمذی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَنْتَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا؟ فَقَالُوا اَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ قَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قِبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔  
خلاصہ یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب خیر الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے بحالتیکہ گویا انہوں نے کسی بد انجام سے آپ کے نسبِ عالی کی نسبت کوئی نامناسب بات سنی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا یہ تو ہے ہی پر بطور شخص میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا کیا اور مجھے مخلوقات کے بہترین نوع میں کہ وہ نوع انسانی ہے بنایا۔ پھر کئی فرقے بنائے مجھے ان سے بہترین فرقے میں بنایا۔ پھر اس کے بھی کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو ان سے بہترین

ب مخلوق سے بہتر



قبیلے میں بنایا۔ پھر اس کے کئی گھر بنائے۔ مجھے ان سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ تو میں ان سب سے بذاتِ خود بھی بہتر ہوں اور میرا گھر ان سے بھی ان سے بہتر ہے۔  
 اس حدیث سے بوضوح تمام آپ کا خیر الانام ہونا ثابت ہو گیا۔  
 لَا يَدْرُومُ - دل آپ کے سوا کسی اور شے سے نہیں لگتا۔ یعنی بجز آپ کے میرے  
 دل میں صبر و قرار نہیں اور دلی محبت کی شرط بھی یہی ہے کہ دل سوائے محبوب کے  
 اور کچھ نہ چاہے۔ وَمِنْ حَيْثُ قَالَ مَنْ قَالَ الْعِشْقُ نَارٌ يُحْدِقُ  
 مَا يَسْوَى الْمَحْبُوبِ -

وَيَحَقِّقُ جَاهِكَ إِنِّي بِكَ مُغْرَمٌ

(۳) وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي أَهْوَاكَا

معنی بیت - اور مجھے قسم ہے آپ کے رتبہ برتر کے حق کی۔ کہ تحقیق میں آپ  
 کا عاشق ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

۱۰ حبِ اسمیت مرصفاً مودت را موضوع از آنچه عرب صفار بیاصل چشم انسان را حبة اللسان  
 خوانند چنانچه سویدائے دل حبة القلب۔ پس این یکے محل محبت آند و آن یکے محل رویت ازان  
 معنی بود کہ دل و ریدہ اند و دوستی مقارن بود ۱۲ (کشف المحجوب) (منہ)

(حب ایک اسم ہے جو صفائے محبت کے لئے وضع کیا گیا ہے اس لئے اہل عرب آنکھ  
 کے تل کو حبة اللسان (آنکھ کی تپیل کا تل) کہتے ہیں جیسا کہ وہ دل کے نقطہ سیاہ کو  
 حبة القلب (دل کا سیاہ دانہ یا نقطہ) کہتے ہیں پس یہ ایک (حبة القلب) تو محبت کا  
 محل ہے اور دوسرا حبة اللسان رویت کا محل ہے یہی وجہ ہے کہ دل اور آنکھ  
 محبت میں - متصل ہیں)

اے سرورِ والا چشمِ جاہِ مبارک کی قسم | جان آپ پر قربان ہے دل آپ کا ہے مبتلا  
 میں اور اُلفت کا بیاں میرا یہ منہ میری زبیاں | اللہ کو معلوم ہے میری محبت کا پتا  
 بِحَقِّ جَاهِلِكَ - اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ۱۔ یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ  
 برتر کے حق کی جو ہم پر ہے۔ ۲۔ یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ برتر کے حق کی جو اللہ  
 کے نزدیک ہے۔ برا یہ کہ ہم ان سے دلی محبت رکھیں اور ان کے کہے پر چلیں اور  
 ہٹائے سے مٹیں اور اس شکر یہ میں کہ انہوں نے ہم کو راہِ ہدایت دکھائی۔ ان کے  
 لئے پروردگار سے بعثت فی مقام محمود چاہیں اور ان پر بکثرت صلوات و سلام  
 بھیجیں اور کسی وقت ایک ذرہ بھی ان کی مخالفت نہ کریں۔ کیونکہ آپ کی ذرا سی  
 مخالفت بھی کفر اور ناحق شناسی اور ناسپاسی ہے اور آپ کی محبت و اُلفت اطاعت  
 ہے۔ آپ کے حق جو ہم پر ہیں وہ بھی علاوہ ان حقوق کے جو اُس واحد یگانہ کے ہم  
 پر ہیں۔ خدا کے ہی حق ہیں۔ گویا خدا کے رتبہ اعلیٰ و ارفع کے حق کی جو ہم پر ہیں قسم  
 کھائی ہے۔ بلا اس میں کیا شبہ ہے اللہ کے نزدیک آپ کا بہت بڑا رتبہ ہے چنانچہ  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ سَأَفْعَلُكَ ذِكْرًا كَبِيرًا (پت ع ۱۹) اور ہم نے بلند کیا ہے  
 تیرے لئے تیرے ذکر کو۔ معالم میں ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جبریل سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو اس نے کہا معنی اس  
 کے یہ ہیں۔ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتُ مَعِي یعنی جب میں ذکر کیا جاؤں تو تو بھی میرے  
 ساتھ ہی ذکر کیا جائے۔ مواہب لدنیہ میں منقول ہے کہ ابن عساکر نے حضرت سلمان  
 فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی  
 نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر بے واسطہ کلام کیا اور عیسیٰ

شان رسالت

علیہ السلام کو رُوح القدس سے بھرا اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور آدم علیہ السلام کو صفی کہا۔ آپ کو کونسی بزرگی دی؛ پس جبریل نازل ہوئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ابراہیم کو خلیل کیلئے تو تجھ کو حبیب اور اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا ہے تو تجھ سے آسمانوں پر اپنے انتہائے قرب میں۔ اگر عیسیٰ کو رُوح القدس پیدا کیا ہے تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار سال پیشتر پیدا کیا۔ اور میں نے آسمان و زمین میں تیرے واسطے وہ چیزیں پیدا کیں کہ اولین و آخرین سے کسی کے لئے مہیا نہیں کیں۔ اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تو تجھ کو خاتم الانبیاء کیا۔ تجھ سے زیادہ بزرگ کسی کو نہیں بنایا۔ تجھ کو حوض، شفاعت، ناقہ، عصا، تاج، علم، حج، عمرہ، رمضان اور شفاعت مطلق عطا کی۔ سب کچھ تیرے لئے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے سر پر پھیلا ہوا اور تاج الحمد تیرے سر پر رکھا ہوگا۔ تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا بھی ذکر ہوگا۔ اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جتلا دوں۔ میرے حبیب! اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ تمام جہان سے برتر ہے۔ اور کس کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ باری تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کا نام ہو۔ یہ محض آپ کی شان ہے۔ توحید ہی میں دیکھو کہ ہر چند کوئی شخص توحید الہی پکارتا ہو لیکن جب تک تصدیق رسالت آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرے مقبول نہیں پچنانچہ قرآن

لَهُ اِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَزَّلَ فِي رُوحِي (صالح) (میرے دل میں ڈالا گیا یعنی مجھے ملہام ہوا) اس سے رُوح القدس کے نازل ہونے میں کچھ خصوصیت عیسیٰ علیہ السلام کی نہ رہی ۱۲ (منہ)

مجید ناطق ہے مَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَسَنَ يُقْبَلُ مِنْهُ <sup>۱۴</sup> اور حضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کے سوا کہ وہ ذریعہ اسلام ہے کوئی دین نہ کوئی  
عبادت نہ کوئی عمل مقبول ہوگا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ برتر (مجمع رسالت  
و نبوت و ولایت و عبدیت ہے) کا حق باری تعالیٰ عز و اسمہ نے محض اپنی عنایات  
بے غایات سے بے الزام لازم کر رکھا ہے وہی ذات بے مثل ہے۔ اور  
قاعدہ ہے کہ کبھی وال کا ذکر کرتے ہیں اور مراد مدلول کی ہوتی ہے۔ چنانچہ علم بیان  
میں ضمن دلالت مذکور ہے۔ پس اس طرح بھی ذات واحد باری تعالیٰ کی قسم کھائی ہے  
مسئلہ۔ دُعَا میں بحق کسی کے کہنا جائز ہے۔ ہر چند کہ اللہ پر کسی کا حق نہیں۔  
لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے آپ پر لازم کر رکھا ہے چنانچہ  
سورہ یونس میں فرمایا ہے ثُمَّ نُنَجِّيْ سُرَّسُلْنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا كَذٰلِكَ حَقًّا  
عَلَيْنَا نُنَجِّي الْمٰؤْمِنِيْنَ <sup>۱۵</sup> اور سورہ روم میں وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ  
الْمُؤْمِنِيْنَ <sup>۱۶</sup> اور صحیحین میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۴ جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا (پ ۱۷ ع ۱۷)  
۱۵ دلالت کی متن قسمیں ہیں ۱۔ دلالت وضعی مطابقی جیسے دلالت انسان کی حیوان ناطق پر ۲۔  
تفہنی جیسے دلالت انسان کی حیوان پر ۳۔ التزامی جیسے دلالت انسان کی ہنسنے والے پر ۱۶۔  
عدالت (منہ)

۱۷ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق  
ہے مسلمان کو نجات دینا (پ ۱۷ ع ۱۷)  
۱۸ اور ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (پ ۱۷ ع ۱۸)

قَالَ كُنْتُ بِرَأْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ  
 لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مَوْخَذَةٌ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مَعَاذُ هَلْ  
 تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ  
 اللَّهُ وَمَا سَأَلَ اعْلَمْ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يُعْبُدُوهُ  
 وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا  
 يُشْرِكُ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا ابْتَدَبَ النَّاسَ  
 قَالَ لَا تَبَشِّرْهُمْ فَيَتَكَبَرُوا - کہ ایک دفعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے پیچھے فخر پر سوار تھا اور سوائے پچھلے موڑ زین کے میرے اور آپ کے درمیان  
 کوئی شے حامل نہ تھی۔ آپ نے فرمایا اسے معاذ تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں  
 پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے  
 ہیں۔ فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے  
 ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو  
 کہ جس نے اس کے ساتھ شریک نہ کیا ہو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا  
 کہ میں لوگوں کو ایسی خوشخبری سناؤں۔ فرمایا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بھروسہ کر بیٹھیں۔  
 اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے۔ پس اللہ کے  
 بندوں سے لہجوائے حدیث جن کا موجد ہونا اور نیک عمل ہونا یقینی ہو تو اللہ پر  
 ان کا حق مغفرت و رحمت ہے اور وہ جو اللہ کا حکم مانتے ہیں اور اس کا حق بجا  
 لاتے ہیں تو اللہ ان کا حق نہیں بھولتا فَادْكُرُونِي اذْكَرْكُمْ اور بھی حدیث

۱۲ پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو (پ ۱۲ ع ۱۲)

میں ہے مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَـهُ۔ اسی واسطے اگر کوئی ان کے حق سے دعا مانگے  
تو جائز ہے لِأَنَّ لَهُمْ مَرَاتِفًا لِأَعْيَانِهِمْ اور رسائل محروم نہیں رہتا۔ لِعِزَّتِهِمْ  
عِنْدَ اللَّهِ وَهَذَا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَى أَوْلِيَائِهِ۔

جناب محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد اللہ  
ماجدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فوت ہو گئیں تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم ان کی لحد میں لیٹے اور یہ دعا پڑھی۔ اللَّهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ  
حَيٌّ لَا يَمُوتُ اغْفِرْ لِأُمِّي فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَيْهَا  
مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي فَإِنَّكَ أَرْحَمُ  
الرَّاحِمِينَ۔ اللہ وہ جو جلالتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے کہ نہیں  
مرتا۔ اسے رب میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ کر دے  
اپنے نبی کے حق سے اور دوسرے نبیوں کے حق سے جو پہلے مجھ سے تھے۔ کیونکہ  
تو بے شک سب سے بڑی رحمت والا ہے۔ اور مشکوٰۃ کے باب الرحمتہ و  
الشفقة میں لکھا ہے مَنْ ذُبَّ عَنْ لَحْدِ أَحَبِّهِ بِالْمَغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى  
اللَّهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ۔ جو کوئی کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنے سے کسی کو  
روکے تو اللہ پر حق ہوگا کہ اُس کو آتش دوزخ سے آزاد کرے اور بھی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عَرْضِ

لہ جو شخص اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جائے گا۔ ۱۲۔

۱۳۔ کیونکہ ان کے لئے بہت مہربانی ہے ان کے اغیار کی وجہ سے۔ ۱۲۔  
۱۳۔ ان کی اس عزت کی وجہ سے جو اللہ کے نزدیک ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے اپنے مقبولوں پر۔ ۱۲۔

اَخِيْرَ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلٰى اللّٰهِ اَنْ تُبَدَّلَ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ  
 ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا لَضُرِّ الْمُؤْمِنِيْنَ بِوَكُوْنِ كَسِيْ  
 كَسِيْ مُسْلِمَانِ بَهَائِي كِي اَبْرُو رِيْزِي سِي بِنْد كِرِي تُو اللّٰهُ پَرِ حَقُّ هُو تَا هِي كِه اِس سِي قِيَامَتِ  
 كِي دِنِ دُوْرخِ كِي آگِ دُوْر كِرِي پَهْرِ آپ نِي اِس كِي ثُبُوْتِ كِي وَاسَطِي كِه  
 اللّٰهُ پَرِ بِي بِنْدُوں كَا حَقُّ هِي يِه آيْتِ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا لَضُرِّ الْمُؤْمِنِيْنَ  
 پڑھی۔

پس مذکورہ آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے۔  
 دُعا و سوال میں کسی نبی یا ولی کے حق کو وسیلہ اجابت کرنا منع نہیں۔  
 اِنِّيْ بِكَ مُغْدَمٌ۔ میں آپ سے ولی اُلْفَت رکھتا ہوں کیونکہ زبان بغیر دل  
 کے کچھ نہیں بلکہ عین نفاق ہے۔ اس واسطے غرام کا لفظ مذکور ہوا جس کے معنی  
 حرص رکھنے اور شفقتگی اور ولی محبت رکھنے کے ہیں۔

فرد: دل جانم فدائے جاناں باد کہ دل و جہاں وجودِ عالم اوست  
 اور پھر بلفظِ وَاللّٰهُ لَيَعْلَمُ اللّٰهُ كِي گواہی سے اپنی اس محبت کو موکد اور مصدق  
 کر کے تکرار اِنِّيْ اَهْوَاكَ سے تخصیص کر دی ہے۔

واضح ہو کہ محبت آپ کی عین ایمان ہے جس کو آپ کی محبت نہیں اس کا ایمان  
 نہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ النَّفْسِ لِهَمْ  
 (پطع ۱۷) یعنی نبی مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ تر پیارا ہے اور قسطلانی شرح  
 بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ

لہ اور ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (پطع ۸)

حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَوَالِدَيْهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ یعنی کوئی تم  
 میں سے ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان اور اپنے بیٹے اور باپ  
 اور سب آدمیوں سے زیادہ دوست نہ رکھتا ہو اور صحیحین میں ہے کہ تم سے  
 کوئی ایماندار نہ ہوگا۔ تاکہ وقتیکہ مجھے (اپنی جان اور مال اور) باپ اور بیٹے اور  
 سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ جانتا ہو۔ پس چونکہ محبت محمدی عین ایمان  
 ہے اس واسطے بقسم و شہادت زبانی موکد کر کے دلی محبت و اُلفت کا اظہار  
 کیا ہے۔

أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ  
 كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَسَاءُ لَوْلَاكَ

معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ  
 آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا نہ ہوتی۔

۱۔ کیونکہ حصول درجات عالیہ و منازل رفیعہ خاص محبت سے متعلق ہیں۔ دیگر اعمال قلبی و قلبی  
 اس کو نہیں پہنچتے۔ ان سب کی اصل وہی ایک محبت ہے وہ نہ ہو تو یہ کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ بخاری  
 شریف میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض  
 کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟  
 عرض کیا کچھ نہیں۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول (یعنی آپ کی) محبت ہے! آپ نے فرمایا  
 پھر کچھ نہیں کیوں کہتا ہے تیرے پاس تو سب کچھ ہے۔ یہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس  
 سے آدمی محبت رکھتا ہے قیامت کو اس کے ساتھ ہوگا۔ اب خیال کیجئے کہ رسول کریم صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ سب کے نزدیک کس قدر ہے اور آپ کا مقام اور منزلت کہاں  
 تک ہے۔ پس وہ شخص جو آپ کا محبت و عاشق ہے آپ کے پاس ہوگا۔ ۱۲۔ (منہ)  
 عہ زجرہ کی عبارت متعلق اس لئے سہل کر دی ہے۔



اسے خاتمِ پیغمبروں کے باعثِ خلقِ جہاں | اسے سرورِ والائشان کے شاہِ لَوْلَاکَ لَمَّا  
 باعث نہ ہوتا تو اگر پیدا نہ ہوتا اک بشر | معدوم تھا سب سرسبز جز ذاتِ پاک کبریا  
 لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ اَمْرٌ بے شک آپ باعثِ ایجاد ہیں۔ حاکم نے صحیح،  
 مستدرک میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آدم علیہ  
 السلام نے اسمِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہ کے نام کے ساتھ  
 عرش پر لکھا دیکھا تو عرض کیا ابھی یہ کون ایسا ہے کہ جس کے نام کو تو نے اپنے نام  
 کے ساتھ عرش پر لکھ رکھا ہے حکم ہوا کہ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ وَہ میرے  
 نزدیک ایسا عزیز و مکرم ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ اور ابوالشیخ و حاکم  
 نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اَدَمَ وَلَا  
 الْجَنَّةَ وَلَا النَّاسَ (اگر محمد نہ ہوتا تو میں نہ آدم پیدا کرتا نہ بہشت نہ دوزخ)  
 اور اسی طرح مسندِ ولیمی میں بھی ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے وَلَا خُلِقَ  
 السَّوْرٰی لَوْلَاکَ۔ ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا اگر تو نہ ہوتا  
 تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ اور حافظ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اس  
 طرح روایت کیا ہے لَوْلَا کُلَّمَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا۔ اگر وہ نہ  
 ہوتا تو میں آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ پس بوحی غیر متلور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم باعثِ ایجادِ عالم ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِ الْبَدْرِ الْکَتْمِیْ

(۵) وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاکَا

معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور ہوا اور آپ ہی کے جمالِ باکمال سے سورج روشن ہے۔

اسے جلوۂ نورِ خدا، اسے نورِ ذاتِ کبریا | ہے نور سے تیرے بجایا ہ نور کی ضیاء  
یہ جلوہ یہ تابندگی یہ نور یہ رخسندگی | امیرِ درخشاں میں نہ تھی گرتو نہ ہوتا جلوہ زرا  
حدیث میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورًا یعنی سب سے پہلے اللہ  
جل جلالہ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور عبد الرزاق نے بسند خود جابر بن عبد اللہ  
سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا سَؤْلَ اللهِ پہلے پہل کیا پیدا ہوا؟  
آپ نے فرمایا کہ اول ہی اول اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے میرا نور پیدا کیا۔ سو  
یہ تو ہمیشہ الہی پھر تارا اور اس وقت لوح و قلم، دوزخ و بہشت، زمین آسمان،

۱۰۰ ترمذی میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے قَالَ مَا آيَتْ سَأَلَ سؤْلَ اللهِ عَلَيْهِ وَ  
الهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ اَضْحِيَانَةٍ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حُمْرَاءُ فَجَعَلَتْ اَنْظُرُ الْيَمِيْنُ  
وَ اِلَى الْقَمَرِ فَهُوَ عِنْدِي اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی خدمت میں ایک دفعہ چاندنی رات میں حاضر ہوا آپ سُرخ لباس پہنے ہوئے تھے۔ سو میں کبھی آپ  
کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا اور کبھی چاندنی کی طرف۔ اس غور سے محقق (ثابت) ہوا کہ آپ  
کا روتے مبارک چاند سے (بڑھ کر) زیبا اور روشن تھا۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
مَا سَأَلْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ سَأَلِ سؤْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اِلَى وَسَلَّمَ  
كَانَ الشَّمْسُ تَجِدِي فِي وُجْهِهِ۔ میں نے کبھی کوئی شے رسول کریم صلی اللہ علیہ  
وَ اِلَى وَسَلَّمَ سے خوب تر نہیں دیکھی گویا سورج آپ کے چہرہ مبارک پر رواں تھا یعنی اس قدر روشن  
تھا کہ نظر نہ ٹھہر سکتی تھی۔

آپ نے خوبیاں ہمہ دارند تو تہا داری ۱۲ (منہ)

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری

جن و انس، فرشتہ، سورج اور چاند وغیرہ سولے ذاتِ باری تعالیٰ کے کچھ بھی نہ تھا۔ پھر جب پروردگار نے جہاں پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نور کے چار حصے کر دیئے سو پہلے حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش پیدا کیا۔ اور چوتھے حصہ کے پھر چار حصے کئے۔ سو پہلے سے حملۃ العرش (عرش اٹھانے والے فرشتے) دوسرے سے گُرسی، تیسرے سے اور تمام فرشتے پیدا کر دیئے اور چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں پر منقسم کیا۔ پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین، تیسرے سے دوزخ و بہشت اور چوتھے کے پھر چار حصے کئے۔ پہلے سے مومنین کا نورِ بصارت، دوسرے سے ان کا نورِ دل اور تیسرے سے ان کی زبانوں کا نور جو کلمہ توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ہے پیدا کیا۔ کتبِ اخبار میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔ پھر تمام عالم کو اس سے ظاہر کیا۔ زمین، آسمان، ستارے، چاند، سورج اور سب انبیاء اولیاء اسی نور کے پر تو ہیں۔ اور حقیقتِ محمدی سب کا منشا ہے۔ اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی دقائِق الاخبار میں لکھتے ہیں کہ وَمِنْ عَرَقِ وَجْهِهِ خُلِقَ الْعَرْشُ وَالْكَرْسِيُّ وَاللَّوْحُ وَالْقَلَمُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْحَبَابُ وَالْكَوَاكِبُ وَمَا كَانَ فِي السَّمَاوَاتِ (اور مسند عبد الرزاق میں بھی جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے) عرش گُرسی لوح و قلم، سورج، چاند، نورانی ستارے، اور جو کچھ آسمان میں ہے آپ کے عرقِ رُوئے مبارک سے پیدا ہوئے۔

فرد

صاف روشن ہے رُخ تابانِ مہرِ ماہ سے نورِ احمد سے یہ رکھتے ہیں مقررِ انحطاط

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا رَفَعْتَ إِلَى السَّمَاءِ!

بِكَ قَدْ سَمِعْتُ وَتَزَيَّنْتُ لِسُرَاكَا

معنی بیت - آپ وہ ہیں کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی تو آپ کے خیر مقدم کے اعزاز میں معراج کی رات کو آسمان بارونق اور پُر زینت کر دیئے۔

جب تُو نے اے والا حشم افلاک پر رکھا قدم | مہتی خیر مقدم کی خوشی تھا مرحباً کا غلغلا!  
 شاداں اُدھر تبت جہاں قربان اُدھر قدویاں | آراستہ بہت آسماں صلی علیٰ صلی علی!  
 بِكَ قَدْ سَمِعْتُ - آسمان نے اپنے اوپر آپ کے قدم مبارک رکھنے کا فخر کیا۔ اور سَمِعًا بمعنی بلندی اور چونکہ ہر سمت باعتبار فضالاً انتہا ہے اس واسطے عرشِ کُرسی وغیرہ بھی سَمِعًا ہیں۔ ال اس پر اسمی ہے۔ اور کُتبت ثقات میں لکھا ہے کہ عرش پیدا ہونے سے اب تک متزلزل اور قدم بوسی جناب کا مشاق تھا۔ معراج کی رات جب آپ نے قدم مبارک رکھا تو ساکن ہو گیا۔ جب سے اس کو سکون و قرار ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان اپنی رفعت مکان کا زمین پر فخر کرتا تھا اور زمین اپنی پستی پر محزون تھی۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بایں قدر و منزلت زمین پر پیدا کیا تو آسمان کا وہ غرور ٹوٹ گیا اور فخر کچھ بھی نہ رہا اور ہر وقت بارگاہِ الہی میں ملتجی رہتا تھا کہ یا الہی وہ اعزاز جو زمین کو عرصہ تک حاصل ہے مجھے ایک دم ہی عطا فرما۔ پس جب آپ تشریف لے گئے تو بہت خوش ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کو اوپر بلائے تو رضوانِ موکل جنات کو حکم دیا۔ کہ

بہشت کو اور بھی مزین کر دے اور آسمان کو فرمایا تَذِیْتِیْ اے آسمان میرے  
حبیب کی آمد ہے تو اس کے خیر مقدم کے لئے پُر رونق اور باز بہت ہو جا۔

اَنْتَ الَّذِیْ نَادَاكَ سَرُّبُكَ مَرْحَبًا  
(۷) وَلَقَدْ دَعَاكَ لِقُرْبٍ وَحَبَابًا

معنی بیت۔ آپ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحبا کہا اور اپنے قُرب  
میں بلا کر بہت محبت و مہربانی کی۔ اور جو کچھ آپ نے مانگا سو عطا کیا ہے  
میں کیا کروں مدح و ثنا شان مبارک کی بھلا | جب خود خدا فرما چکا یسین طہ والضحیٰ  
قُرب و حضور کی عطا جو تو نے مانگا وہ دیا | گاہے کہا صد آفریں گاہے کہا صد مرحبا  
روایت ہے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ معراج میں عرش  
سے آگے لامکان پہنچے تو آواز آئی شروع ہوئی مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَسَرُّوْلِیْ  
یعنی چلا آ میرے حبیب میرے رسول تیرے لئے کشادگی اور فراخی ہے۔ پھر  
آپ پہنچنے کی جگہ پہنچے اور اُمت کے لئے سہولت اور گنہگاروں کی مغفرت مانگی علم  
ہوا کہ لَکَ مَا سَأَلْتَ حَبِیْبِیْ میرے پیارے جو تو نے مانگا سو میں نے دیا۔ اور  
صحیحین میں مالک بن صعصعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا معراج کی رات میں نے پروردگار سے بار بار سہولتِ اُمت کے لئے سوال کیا  
اور ہر مرتبہ میرا سوال منظور ہوا۔ آخر مجھے آپ ہی شرم آئی اور بار بار سوال کرنے سے  
رُک گیا۔ یہ خلاصہ ایک بڑی لمبی حدیث کا ہے۔

أَنْتَ الَّذِي فِينَا سَأَلْتَ شَفَاعَةً  
لِتَبَاكَ مُرَاتِبَكَ لَمْ تَكُنْ لِسِوَاكَ

معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ آپ نے ہمارے واسطے شفیع ہونا خدا سے طلب کیا تو آپ کے رب نے پکار کر کہہ دیا کہ یہ مرتبہ سوائے آپ کے کسی اور کے لئے نہیں ہوگا۔

جب تو نے اسے والا نسب فخر عجم فخر عرب | حق سے شفاعت کی طلب فرمان یہ نازل ہوا  
ہاں ہاں اجانت ہے تجھے آج عزت ہے تجھے | زیبا شفاعت ہے تجھے بے شک یہ جھوٹ ہے تیرا  
مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے انّ النبیّ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي إِبْرَاهِيمَ سَرَّابٍ إِنَّهُنَّ  
أَضَلُّنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَيَاتُ مِنِّي - وَقَالَ عِيسَى إِنْ  
تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبَادُكَ فَذَرَفَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي  
وَبِكِي فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا جِبْرِيئِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَسَرَّابِكَ أَعْلَمُ  
فَأَسْأَلُ مَا يُبْكِيكَ فَأَتَاكَ جِبْرِيئِيلُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ سَأَلَ سَأَلَ اللَّهُ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللَّهُ لِيَجِبْرِيئِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ  
فَقُلْ أَنَا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا أُنْسَاكَ كَمَا تَحْقِيقُ بِغَيْرِ خُدَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
فِي كَلَامِ الْإِلَهِ فِي جَبْرِيئِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَسَرَّابِكَ أَعْلَمُ  
كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَيَاتُ مِنِّي اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

اسے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے (پ ۱۸۷)

طلب شفاعت اور اللہ کی عطا

یہ مقولہ ان تَعَذِّبُهُمْ فَيَا نَهُمْ عِبَادُكَ پڑھا تو ماتھ اٹھا کر کہا کہ اے اللہ! میری اُمت، میری اُمت اور بہت روئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو فرمایا کہ مجھ کو سب کچھ معلوم تو ہے پر اظہار امر کیلئے جا میرے حبیب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھ کہ کیوں روتا ہے۔ پس آپ نے رونے کا سبب بتایا۔ اللہ رحیم کریم نے فرمایا جا میرے حبیب کو کہہ کہ غمگین مت ہو ہم تجھ کو راضی کریں گے کہ تیری اُمت بخش دیں گے اور تجھ کو شفا کی اجازت دی جائے گی اور ہم تجھ کو ہرگز نہیں بھلائیں گے۔

(۹) اَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ!  
مِنْ مَرَاتِكَ فَامْرًا وَهُوَ اَبَاكَ

معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ حضرت آدمؑ نے (جو آپ کے باپ ہیں) جب اپنے گناہ بخشانے میں آپ کے رُتبه برتر کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی ہے۔  
آدم کا جب ہونے لگا ننگِ خطا سے دم فنا | تیرے توسل نے کیا پھر موزِ دلطفِ خدا  
تھا یہ بھی لے شاہِ عرب تیری نبوت کا سبب | ہونے لگا الطافِ ربِّ بخشش گئی بالکل خطا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو وہ اس طرح معافی کے خواستگار ہوئے يَا رَبِّ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَاِلٰهٍ اَنْ تَغْفِرَ لِي۔ اے میرے رب میں بحق محمد اور ان کی آل کے تجھ سے مُعافی مانگتا ہوں۔ حکم ہوا تو نے محمد کو کہاں سے پہچانا حالانکہ وہ ابھی وجود میں نہیں آیا۔ عرض کیا کہ اے رب العالمین جب تو نے میرے قالب

لے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں (پ ۷۷)

میں رُوح پھونکی اور میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ  
 سُرَسُورُ اللَّهِ لکھا ہے میں نے جانا کہ خدا تعالیٰ نے جس کا نام مجھ سے پہلے  
 ہی اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ ضرور مجھ سے اور تمام مخلوق سے عزیز و  
 محبوب اور مقرب ہے۔ حکم ہوا کہ جو تو کہتا ہے سچ ہے۔ تو اس کا وسیلہ لے کر  
 میری بارگاہ سے معافی مانگتا ہے اس لئے تجھے معاف کیا اور بخش دیا۔ اس حدیث  
 کو طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و ابن عساکر و غیر ہم نے اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے  
 ف۔ دُعَا میں کسی نبی یا ولی یا صالح کے وسیلہ سے کچھ مانگنا جائز ہے۔ چنانچہ عن  
 عُثْمَانَ بْنِ حَنِيفٍ قَالَ إِنَّ سَاحِبَ أَضْرِبِ الْبَصْرِ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنَّ  
 بَشْتًا دَعَوْتُ وَإِنْ صَبْرْتُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ وَقَالَ فَادْعُهُ  
 قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ الْوَضُوءَ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَآتُوجُّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ  
 إِنِّي أَتُوجُّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضِيَ لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ لَهُ

ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے میری  
 آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو کہے تو دعا کروں اگر صبر کرے تو  
 بھی تیرے لئے اچھا ہے۔ اس نے کہا دعا ہی کیجئے کہ مجھے آرام ہو۔ آپ نے حکم  
 دیا کہ پہلے اچھی طرح وضو کر پھر یہ دعا پڑھو۔ اسے میرے رب میں تجھ سے سوال  
 کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

لے اور واہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ والمحاکم



کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہے اور تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلہ سے اے  
محمد اپنے رب کی طرف کہ وہ میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ اے رب تو  
اس کا وسیلہ قبول کر۔

ف۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا أَحْطُوا اسْتَسْقَى ابْنَ عَبَّاسٍ بِنِ عَبْدِ اللَّهِ لَطَبٍ  
نَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا  
فَأَسْقِنَا فَيَسْقُوا۔ مرواۃ البخاری۔ بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے  
مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو آپ حضرت عباس  
کے وسیلہ سے مینہ مانگتے اور یہ کہتے۔ اے رب ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے مینہ مانگتے تو دیے جاتے۔ اب ہم تیری جناب میں  
تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر مینہ مانگتے ہیں۔ راوی (حضرت انس) کہتا ہے  
کہ حضرت عمر اس طرح کہتے تو فوراً بارش ہو کر قحط دور ہو جاتا۔ حدیثوں میں ذکر ہے  
کہ جب حضرت عمر حضرت عباس کا نام لیتے تو عباس اپنی سفید ڈارھی کو پکڑ کر بہت  
الحاح و زاری سے کہا کرتے اے اللہ تو اپنے نبی کے حق سے اس کے چچا کی عزت رکھ  
الخ اور پ ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ لَيْسْتَفْهِتُونَ عَلَى الَّذِينَ  
كَفَرُوا۔ اور نبی محمد کے دنیا پر آنے سے پہلے اس کے منکر اس کے وسیلہ سے اپنے

۱۵ ای لَيْسْتَفْهِتُونَ وَيَقُولُونَ اللَّهُمَّ انصُرْنَا يَا نَبِيَّ الْمُبْعُوثِ فِي الْآخِرِ الزَّمَانِ  
جلالین و معالم ۱۲ (یعنی فتح طلب کرتے اور کہتے اے اللہ ہماری مدد کر اس نبی کے طفیل جو  
آخری زمانے میں مبعوث ہوگا)

دشمنوں پر فتح مانگتے تھے۔ جب وہ آگیا تو منکر ہو گئے۔ أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ  
 مِنْ طَرِيقِ كُدَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا يَزِلُ اللَّهُ تَعَالَى يَتَقَدَّمُ فِي  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَمَمِ مِنْ بَعْدِهِ وَلَمْ تَزَلِ  
 الْأُمَّةُ تَتَبَاشَرُونَ تَسْلَفِيهِمْ حَتَّى أَخْرَجَهُ اللَّهُ فِي خَيْرِ أُمَّةٍ وَفِي خَيْرِ قَرْنٍ  
 وَفِي خَيْرِ أَصْحَابٍ وَفِي خَيْرِ بِلَدٍ فَأَقَامَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ وَهُوَ حَدَمُ إِبْرَاهِيمَ  
 ثُمَّ أَخْرَجَهُ إِلَى الطَّيْبَةِ وَهِيَ حَدَمُ مُحَمَّدٍ فَكَانَ مَبْعُثُهُ حَدَمُ  
 وَمَهَا جِدُّ أَحَدَمُ (الدر المنظم) ابن عساکر نے بطریق کرباب ابن عباس سے آیہ  
 مذکورہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اول ہی حضرت کے وسیلے سے دعا  
 قبول کرتا ہے۔ آدم اور تمام پیغمبروں کی دعائیں آپ کے وسیلے سے قبول ہوئیں اور  
 سب اُمتیں آپس میں آپ کے خیر مقدم کی بشارتیں دیتی تھیں اور آپ ہی کے وسیلے سے  
 فتح مانگتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے اس کو پیدا کیا اچھی اُمت میں، اچھے زمانہ میں، اچھے  
 صحابوں میں، اچھے گاؤں میں جو حرم ابراہیم ہے۔ پھر طیبہ کی طرف کہ حرم محمد صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اس کو نکالا سو آپ کا مبعث و مہاجر ہر دو حرم محترم ہیں  
 اور حدیث میں ہے سَلُّوا اللَّهَ إِلَى الْوَسِيكَةِ اللَّهُ مِنْ أُمَّةٍ مِثْلِي وَسِيلُهُ  
 ہونا مانگو۔

وَبِكَ الْخَلِيلِ دَعَا قَعَادَ ث نَاسِرًا  
 (۱۰) بَرْدًا وَقَدْ خَمِدَتْ نَوُورًا سَنَاكَ

معنی بیت۔ اور آپ کے وسیلے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تو آپ

کے نور کی روشنی کی برکت سے جو ان کی پیشانی میں تھا آگ بجھ کر سرد ہو گئی ہے  
 تیرے وسیلہ سے شہا جس دم خلیل باصفا | کرنے لگے حق سے دُعا باعجز و زاری و بکا  
 رحمت وہیں نازل ہوئی وہ آگ گلشن بن گئی | برکت تھی تیرے نور کی جو ان کی پیشانی میں تھا

وَدَعَاكَ الْيُوبُ لِيُضْرِّمَسَّهُ!  
 (۱۱) فَأَنْزَلْنَا مِنْهُ الضُّرْحِينَ دَعَاكَ

معنی بیت - اور حضرت یوب علیہ السلام نے اپنی بیماری و تکلیف میں آپ  
 کے وسیلہ سے دُعا کی تو ان کی بیماری دفع کی گئی ہے

یوب سامرسل ہوا جس دم مرض میں مبتلا | تیرے ذریعہ سے ہوا جو کچھ ہوا جیسا ہوا  
 دولت ملی، ثروت ملی، صحت ملی، راحت ملی | اللہ کی رحمت ملی، قربت بڑھی، رتبہ بڑھا

وَبِكَ الْمَسِيحُ آتَىٰ بِبَشِيرٍ آخِرًا!  
 (۱۲) بِصِفَاتٍ حُسْنِكَ مَا دَحَا بِعَلَاكَ

معنی بیت - اور آپ کے ظہور پر نور کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے  
 دی اور آپ کے علیہ جمال اور علو شان کو بیان کیا ہے

موسیٰ و عیسیٰ بے گماں کرتے رہے تیرا بیاں | سب دے گئے تیرے نشان اے بادشاہ دہرا  
 محکم رسالت ہے تری تو ریت آیت تھی | انجیل حجت ہے تری عیسیٰ ترا مدحت سرا

وَإِذْ قَالَ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ  
 اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ الْوَسَائِلِ وَمُبَشِّرًا

بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنَ بَعْدِ اسْمَاءِ أَحْمَدُ ط (پت ۹۷) اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں تو ریت کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی اور خوشخبری دیتا ہوں تم کو ایک اولوالعزم سچے رسول کے آنے کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

وَكَذَلِكَ مُوسَى لَمُيَزَلْ مُتَوَسِّلًا  
بِكَ فِي الْقِيَامَةِ مَجْتَمِعًا بِحِمَاكَ (۱۳)

معنی بیت۔ اور ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جو ایک اولوالعزم پیغمبر تھے اپنے معاملات میں ہمیشہ آپ ہی کا وسیلہ پکڑتے رہے اور قیامت کو بھی آپ ہی کی حمایت لیں گے۔

موسیٰ نے مانگی ہے سدا تیرے وسیلے سے | ایسے ہی محشر میں اڑھونڈیوں کے تیرا سرا  
ف۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر تھے۔ ان کو  
رسول خدا محمد عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت تھی یہاں  
تک کہ آپ کے اُمتی ہونے کا شوق تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کی اطاعت کی اپنی اُمت کو بہت تاکید کی ہے اکثر اپنے مجالس و محافل اور  
مجامع و عظ و نصائح میں آپ کا ذکر خیر کرتے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ  
عنه سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ  
نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے گا۔ وہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا توسل اختیار کیا

دوزخی ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا محمد کون ہے اللہ نے فرمایا وہ سب مخلوق سے بزرگ تر اور معزز تر ہے۔ آسمان و زمین کی پیدائش سے پیشتر میں نے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ جب تک وہ اور اس کی اُمت بہشت میں نہ جائیں کوئی اس میں نہ جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الہی وہ کون ہیں جو اس کی اُمت ہیں۔ حکم ہوا وہ اللہ کی تعریف کرنے والے چڑھتے اُترتے حمد و ثنا کہنے والے، طاعت الہی میں ہر وقت کمر بستہ، خلافِ حق پر غالب، دن کو روزہ رکھنے والے، رات کو ذکر الہی میں جاگنے والے۔ ان کا حقوڑا عمل بھی مقبول ہوگا ان کو توحید (لا الہ الا اللہ) کے سبب بہشت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب ان کو میری اُمت بنا کہا نہیں۔ انہیں سے ایک نبی پیدا ہوگا۔ وہ اُمت اس کی ہیں۔ عرض کیا کہ مجھے ہی اس نبی کی اُمت میں داخل کر۔ حکم ہوا کہ وہ تیرے بعد ایک عرصہ کے پیدا ہوگا۔ البتہ دارالجلال میں تجھے اس سے ملاؤنگا اور کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) دیگر انبیاء قیامت میں قہر و جلال الہی کے وقت نجات کے لئے آپ سے متوسل ہوں گے۔

وَالْأَنْبِيَاءُ وَكُلُّ خَلْقٍ فِي السُّورَةِ  
(۱۴) وَالرُّسُلُ وَالْأَمْلاَكُ تَحْتَ لِوَاكَا

معنی بیت۔ تمام انبیاء اور دنیا کی تمام مخلوق اور سب رسول اور فرشتے آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔  
جس وقت محشر ہو پاپا اعمال کو بچنے خدا | ممتاز ہوا چھا بُرا ہونفسی نفسی کی صدا

تو ازراہِ لطف و عطا بہر شفاعت ہو کھڑا۔ اسب تکتے ہوں گے منہ ترا کیا انبیاء کیا لویا  
 ترمذی میں ابوسعیدؓ سے مروی ہے وَبَيَدِي لِيَوَاءِ الْحَمْدِ وَلَا فُخْرَ وَمَا مِنْ  
 نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اِذْ هُمْ وَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِيَوَائِي۔ میرے ہی ہاتھ میں  
 لوائے حمد ہوگا۔ اس روز آدم اور ان کے سوا سب انبیاء میرے علم کے نیچے ہوں  
 گے۔ ترمذی اور دارمی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ وَ اَنَا حَامِلُ لِيَوَاءِ  
 الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ اِذْ هُمْ وَمَنْ سِوَاهُ۔ میں ہی قیامت  
 کو لوائے حمد اٹھاؤں گا۔ آدم سے لے کر تمام خلقت اس کے نیچے ہوگی۔

لوائے حمد حضور کے ہاتھ میں ہوگا۔

لَكَ مُعْجَزَاتٌ اَعْجَزَتْ كُلَّ الْوَسَائِلِ  
 (۱۵) وَفَضَائِلٌ جَلَّتْ فَلَئِنْ تَحَاكَا!

معنی بیت۔ آپ کے معجزے ایسے ہیں کہ سب مخلوق کو مقابلہ سے عاجز کر

۱۵ معجزہ کی اعلیٰ قسم کشف و قبح آئندہ و حوادثِ نازلہ بعد من بعد ہے سو بہ نسبت کتب انبیاء سابقین قرآن  
 مجید میں بکثرت ہیں۔ بلکہ کوئی ایسی شے جو قیامت تک پیدا ہوگی باقی نہیں رہ گئی جس کا ذکر قرآن شریف  
 میں نہ ہو وَلَا رَاطِبٌ وَلَا يَابِسٌ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (پ ۱۳ ع ۱۳) اور نہ کوئی تر چیز نہ کوئی  
 خشک چیز مگر وہ سب کتاب میں ہے، لیکن ہمارا علم اس کی فہم سے قاصر ہے کیونکہ ہماری معلومات محدود  
 ہیں اور علم باری تعالیٰ غیر محدود ہے

جَمِيعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لَكِنِ  
 تَقَاَصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ  
 (تمام علم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں) بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ  
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان اٹھ کر خطبہ پڑھا  
 اور قیامت تک جو کچھ ہونا تھا سب کا بیان کیا جس کو کچھ یاد رہا رہا۔ جو بھول گیا بھول گیا اور جب کوئی واقعہ  
 پیش آتا ہے تو جھٹ یاد آ جاتا ہے کہ فلاں وقت آپ نے اس کی اسی طرح خبر دی تھی (باقی صفحہ پر)

دیا۔ اور آپ کے لئے بڑی فضیلتیں ہیں کہ جن کا بیان نہیں ہو سکتا ہے۔  
 لے شاہ شاہانِ جہاں محبوب ربّ جس جہاں | تیرے فضائل کا بیان کیونکر کرے کوئی بھلا  
 ہے خاکِ پا میں تیرے ہاں اعجازِ عیسیٰ بگیاں | معجزے میں تیرے عیاں لے سرگروہ انبیاء  
 محضی نہ رہے کہ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے بیشمار  
 معجزے عنایت فرمائے اور جو معجزے ہر پیغمبر کو ملے تھے وہ سب آپ کو ملے تھے  
 علمائے محدثین اور اہل سیر و تواریخ نے حسبِ حیثیت علمی اپنی اپنی تصانیف میں  
 بیان کئے ہیں۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی نے کتاب خصائص الکبریٰ جو ایک ہزار  
 معجزے کو حاوی ہے تصنیف کی۔ اسی طرح اوروں نے بھی قلم بند کئے۔ چنانچہ تین ہزار  
 معجزے مشہور کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور آئمہ صادقین سے مروی ہے۔ کہ  
 تین لاکھ معجزے آپ سے صادر ہوئے اور اصل میں آپ کا کوئی قول و فعل نہ تھا  
 کہ اس میں اعجاز نہ ہو۔ اسی طرح آپ کے بے شمار معجزے ہیں اور آپ کے معجزے  
 بھی ایسے ہیں کہ کسی کو تمام عالم میں یارائے مقابلہ نہیں ہے۔ بڑا معجزہ احبارِ موتی  
 (مردے کو زندہ کرنا) ہوا کرتا ہے سو یہ تو آپ کے اہمٹیوں اور آں جناب کے  
 کفش برداروں سے بجز تو اتر صادر ہوا ہے۔ ہزاروں اولیاء اللہ سے وقت  
 بوقت مروی ہیں۔ ہر ایک کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس جناب محبوب

(بقیہ صفحہ ۵۶) حضرت حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور رازدار صحابی ہیں۔ م اور  
 حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں اگر چاہوں تو آپ کے بیان کردہ واقعات سے جس قدر مجھے یاد  
 میں ایک ایک کا نام لے کر سنا دوں چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابو ہریرہ مروی ہے حَفِظْتُ مِنْ  
 رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَائِلِينَ الخ ۱۲ (منہ)

سُجَّانِي شَيْخ سَيِّد ابُو مُحَمَّد مَحْي الدِّين عَبْد القَادِر جِيلَانِي رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ سَے بار بار اِحْيَاءِ مَوْتِي  
 صادر ہوا ہے اور دیگر ایسے امور ظہور میں آئے ہیں کہ انبیاء سابقین سے مثل ان  
 کے ظاہر نہیں ہوئے۔ یہ سب کچھ پر تو انوارِ محمدی ہے (صلوات اللہ و سلام علیہ  
 و علی آلہ و اولیائہ) کیونکہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ کرامتِ ولی حقیقت میں معجزہ  
 نبی ہے۔ آں جناب کا بڑا معجزہ قرآن مجید ہے کہ تمام عالم اس کے معارضہ سے  
 عاجز ہے۔ فصحاۃ عرب کہ فصاحت و بلاغت میں بے عدیل تھے اور قصیدہ  
 طویلہ اور تشریح طویل فی البدیہ بے تکلف آنا فانا میں کہہ دیا کرتے تھے اس کے  
 مقابلہ سے عاجز آئے۔ اور آج تک ہزاروں کروڑوں ایسے ایسے فصیح و بلیغ  
 دنیا میں گزرے ہیں کہ جزو کے جزو نظم و نثر پر از بدائع لفظی و معنوی کھڑے کھڑے  
 مجلسوں میں کہہ جانا ان کو کچھ مشکل نہ تھا۔ مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ قرآن کریم کا  
 مقابلہ کرے باوجودیکہ قرآن کریم میں توحیدی (مقابلہ کے لئے پکارنا) ہو چکی ہے اور  
 منکرین کو قیامت تک پکارتا ہے۔ اِنَّ كُنْتُمْ فِي سَايِبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی  
 عَبْدِنَا فَأْتَوْا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَ ادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ  
 دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ دشمنانِ دینِ اسلام خذ لہم اللہ  
 آج تخریبِ اسلام کی فکر میں ہیں۔ باوجود ادعا کے قادر نہیں ہو سکے کہ کروڑوں  
 پیشوایانِ ادیانِ باطلہ مدعی علومِ جلیلہ ہر چند کہ زور لگا رہے ہیں لیکن ناکام رہے  
 ہیں اور رہیں گے۔ وَاللّٰهُ مُتِمِّمٌ نُّوْرٍ وَّلَوْ كَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ۔ اور

لے اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک موت  
 تو لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سے ہو (پہلے ۱۲)  
 لے اور اللہ پورا کرنے والا ہے نور اپنے کو اگرچہ برا مانیں کافر و کفار (پہلے ۱۹)



آپ ہی کا یہ ایک معجزہ ہے جو حاوی ہزار ہا معجزات ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ کلام اللہ میں باعتبار بلاغت کے سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں۔ اور اس پر ایک قوی دلیل قائم کی ہے کہ محققین علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں جس قدر کلام برابر سورہ اِنَّا اعطینک الخ کے ہے معجزہ ہے اور سورہ اِنَّا اعطینک کے دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں۔ پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں۔

اور آپ ہی کا ایک معجزہ ہے شق القمر کہ فلسفی اور حکما اور علم الاشیاء کے جاننے والوں کی عقل حیران ہے۔ یہ معجزہ علمائے حدیث و سیر و تواریخ نے اپنی اپنی کتابوں میں با اسناد و روایت کیا ہے۔ منکرین کے شبہات کے جواب مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ دہلوی نے اپنے رسالہ میں جو اسی معجزہ کے بارہ میں ہے بوضاحت تمام دیئے ہیں اور مدارج اور معارج و شواہد وغیرہ میں بھی کچھ درج ہیں اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ بلیبار کاراجہ کہ جسے راجہ بھوج کہتے ہیں اس کے عہد میں یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا تھا وہ سن کر مسلمان ہوا۔ اس کی قبر اب تک بیرون دروازہ شہر زیارت گاہ خلایق ہے۔

وَفَضَائِلُ جَدَّتِ الخ ثقات سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت فاطمہ زہرہ سلامہ اللہ علیہا، سے حال خلق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوچھا۔ فرمایا کہ تو بیان کر کہ دنیا کس قدر ہے اور دنیا میں کیا کیا شے ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیونکر بیان

معجزہ شق القمر

کروں۔ فرمایا کہ جب تو دنیا کا حال نہیں بیان کر سکتا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ یعنی دنیا تھوڑی پونجی ہے۔ پس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق کس طرح سے بیان کر سکتی ہوں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ یعنی تیرا خلق بہت بڑا ہے اور بیضاوی میں ثقات سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق سے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تو نے قرآن نہیں پڑھا تو اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ یعنی قرآن میں جو اخلاق مذکور ہیں سب آپ کی ذات میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کا خلق قرآن ہے یعنی آپ کے مدائح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں۔ دوسرے کی کیا مجال کہ آپ کی صفت کر سکے۔ غرض آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ آپ کی سی ایک بات بھی کہیں کسی اور میں پائی نہیں جاتی چنانچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خود چند معجزے بیان فرمائے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حیوانات و جمادات نے کسی اور کی تصدیق کے واسطے شہادتیں نہیں دیں اور نہ کبھی ایسے فعل جن کا ہر ایک جزو بجائے خود ایک کامل معجزہ ہے کسی دوسرے سے صادر ہوتے۔ منجملہ یہ

لَطَقَ الدِّمَاحُ لِبَسْمِهِ لَكَ مَعْلِنًا !

وَالضَّبُّ قَدْ لَبَّكَ حِينَ آتَاكَ

(۱۶)

معنی بیت۔ پارچہ گوشت کا ٹکڑا، زہر آمیز نے آپ کو اپنے زہر آلودہ ہونے

سے خبر دی۔ اور گوجب آپ کے پاس لائی گئی تو اس نے آپ کی اجابت کی ہے  
 جب تیری خدمت میں تھا اک دست بڑ لایا گیا | تھا چونکہ ہر اس میں ملا وہ دست خود چلا اٹھا  
 اور سوسمار مرہ جب لائی گئی تیرے حضور | لیک بولی بر ملا، تصدیق کی، کلمہ پڑھا  
 قسطلانی شرح بخاری میں ابو ہریرہ سے مروی ہے جنگ خیبر میں ایک یہودیہ  
 زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے پارچہ بکری زہر آلود کر کے آپ کے  
 کھانے کو بھیجا۔ حضور اقدس صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے فقط ایک لقمہ منہ میں اٹھا  
 کر رکھا ہی تھا کہ باہر پھینک دیا اور فرمایا کہ اس پارچہ نے مجھے خبر دی ہے کہ مجھ میں  
 زہر ملا ہے۔ ایک صحابی کچھ کھا چکا تھا وہ زہر کی وجہ سے شہید ہو گیا۔ آپ نے  
 اس یہودیہ کو بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا میں نے زہر اس لئے دیا تھا کہ اگر آپ پیغمبر  
 ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر پیغمبر نہ ہوں گے تو ہم نجات پائیں  
 گے۔ آخر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسے اس موسم شہید  
 کے قصاص میں قتل کیا۔

وَالصَّبِّ الخ نسیم الریاض میں ہے کہ طبرانی اوزیہقی نے عمر بن خطاب رضی  
 اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار اپنے  
 اصحاب کے جمع میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی سوسمار شکار کئے ہوئے لے  
 آیا اور آپ کے روبرو ڈال دیا اور کہالات و غزلی کی قسم اگر یہ سوسمار تم پر ایمان  
 لائے اور تمہاری تصدیق کرے تو میں بھی تم پر ایمان لاؤں گا۔ آپ نے اس سوسمار  
 کو پکارا کہ اے سوسمار! اس نے زبان فصیح سے کہ سب لوگوں نے سنا۔ جواب  
 دیا کہ میں حاضر ہوں۔ اور تابعدار ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا

ہے۔ اس نے کہا اس خُدا کی کہ جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کا علم ہے اور دریاؤں میں اس کی بنائی ہوئی راہیں ہیں اور بہشت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے پھر آپ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ پروردگارِ عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی اس نے فلاح پائی۔ اور جو آپ کی تکذیب کرے محروم ہے۔ یہ سُن کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نماز اور قرأت سکھائی اور سورہ اخلاص یاد کرائی۔ اس نے جا کر یہ حال اپنی قوم سے بیان کیا۔ وہ سب آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے

وَالذُّبُّ جَاءَكَ وَالغَزَالَةُ قَدَّأَتْ  
بِكَ تَسْتَجِيرُ وَتَحْتَمِي بِحِمَاكَ (۱۷)

معنی بیت۔ اور بھڑیے نے آپ کی تصدیق کی اور ہرنی نے آپ کے پاس آکر اپنے حال کی شکایت کی۔ بے چاری آپ کی پناہ مانگتی تھی اور خلاصی چاہتی تھی۔

ذ وَالذُّبُّ صَدَّقَ وَالطَّيْبَةُ قَدْ شَكَتْ

آگے بیوہ کی تری جب گرگ نے تصدیق کی | پڑھ کلمہ طیب بھی وہ بھی مسلمان ہو گیا  
اور آگے ہرنی نے کیا صیاد کا جس دم گلا | کی تو نے شفقت سے رہا بر لایا اس کا مدعا  
شرح السنہ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک بھڑیا کسی چرواہے  
کی بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا چرواہے نے جھپٹ کر بکری اس سے چھڑا  
لی۔ وہ بھڑیا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور اس نے چرواہے سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے

بھڑیے کا کلام کرنا

مجھے جو رزق دیا تھا وہ تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے کہا۔ بڑے تعجب کی بات ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیریا باتیں کرتا ہے۔ بھیریتے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ درمیان دو پتھریلی زمین کے ان چھوٹارسل کے درختوں میں ایک شخص تمہیں اگلی پھلی باتوں کی خبر دیتا ہے اور تم سچ نہیں مانتے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا اور

شواہد النبوة میں ہے کہ اُہبان اوس خزاعی اپنی بکریوں میں تھا۔ ایک بھیریا آیا۔ بکری کو لے گیا۔ اُہبان نے چھڑالی اور بھیریا بولا کہ میرا نصیب تو نے چھین لیا۔ اُہبان نے کہا تعجب ہے بھیریا انسانوں کی طرح باتیں کرتا ہے بھیریتے نے کہا کہ زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ رسول آخر الزماں محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نخلستانِ مدینہ میں مبعوث ہو کر تم سب کو دینِ الہی کی طرف بلاتے ہیں اور تم غافل ہو۔ اُہبان نے کہا کہ اگر میں اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں تو میری بکریوں کی یہاں حفاظت کون کرے گا؟ بھیریتے نے کہا میں کروں گا اور مجھے قسم ہے اس کی جس نے اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق کو تمام عالم کی طرف ہدایت دینے کو بھیجا ہے اور میں اس پر ایمان لایا ہوں کہ سوائے اپنی خوراک کے جو تو خود مقرر کر جائے گا زیادہ نہ کھاؤں گا۔ اُہبان حضور پر نور میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا اُہبان بھیریتے نے جو عہد کیا اُسے پورا کیا۔ بعد ازیں اُس نے تمام ماجرا عرض کیا اور مسلمان ہو گیا۔

وَالطَّبِیَّةُ قَدِ شَكَّتْ - نسیم الریاض شرح شفاء عیاض میں طبرانی اور

یہی تھی سے بروایت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگل میں تھے ایک ہرنی نے آپ کو پکارا۔ یَا سَأُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ آپ نے پھر کے دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور ایک اعرابی سوتا ہے۔ آپ نے اس ہرنی سے پوچھا کہ کیا کہتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے اعرابی نے شکار کیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں ان کو دودھ پلاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آئے گی؟ اس نے کہا بے شک پھر آؤں گی۔ آپ نے اسے کھول دیا وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر پھر آگئی۔ آپ نے اسے باندھ دیا۔ اس اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ کچھ آپ نے ارشاد کرنا ہے جو آپ تشریف فرما ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اس نے چھوڑ دیا۔ ہرنی وہاں سے یہ کہتی ہوئی چلی گئی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حجرت ہرنی

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَكَذَٰلِكَ الْوَحْشُ اَتَتْ اِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ

(۱۸) وَشَكَاَ الْبَعِيْرُ اِلَيْكَ حِيْنَ سَرَاكَ

معنی بیت۔ اسی طرح وحشی جانوروں نے آپ کو سلام کیا اور اونٹ نے

جب آپ کو دیکھا تو اپنے حال کی شکایت کی۔

کی وحشیوں نے بھی تری تصدیق اسے حتیٰ نینا | تیرے سلامی تھے سبھی اسے بادشاہِ دوسرا  
کی اونٹ نے تجھ سے بیاں دکھ درد کی باتاں | دیکھا جو تجھ کو مہرباں شکوہ مصیبت کا کیا

امام احمد اور بزار نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع شیخین رضی اللہ عنہما اور ایک شخص انصاری کے کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں سب نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے ہم کو اس سے زیادہ آپ کی تعظیم کرنی چاہیے ہم بھی آپ کو سجدہ کریں فرمایا نہیں اگر سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ اور ابو داؤد میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا کہ جو کوئی وہاں جاتا اُسے کاٹنے کے لئے بھپٹتا۔ آپ نے اسے بلایا وہ آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کی ناک میں بہار ڈال دی اور فرمایا کہ جہنمی اور انسی کفار کے سوا جتنی چیزیں آسمان و زمین میں ہیں وہ سب جانتی ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں۔

وَشَكَالْبَعِيرِ الْخِ شَرْحِ السَّنَةِ فِي بَيْلِ بْنِ مَرْهٍ ثَقْفِيٍّ مِنْ مَرْوَى هِيَ كَرَامِيَّةٌ  
 مرتبہ آپ چلے جاتے تھے کہ ایک اونٹ نے آپ کے سامنے سر رکھ دیا اور گلے میں کچھ آواز کی۔ آپ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ مجھ سے محنت زیادہ لی جاتی ہے اور دانہ چارہ کم ملتا ہے۔ یہ ایک بڑی طویل عبارت کا خلاصہ ہے۔

وَدَعَوْتَ أَشْجَارًا أُنْتُكَ مُطِيعَةً  
 (۱۹) وَسَعَتْ إِلَيْكَ مُجِيبَةً لِنِدَاكَ

معنی بیت - اور آپ نے درختوں سے اپنی صداقت پر استشہاد کیا تو انہوں نے گواہی دی اور جب آپ نے کسی درخت کو اپنی طرف بلایا تو بلا تامل بقبولیت تمام دوڑتا آیا۔

بھولے ترے جہان کو لازم نہیں انسان کو | ٹالے ترے فرمان کو یہ تاب کس کی ہے بھلا  
 تو نے درختوں کو شہا جب حکم آنے کا دیا | لائے تیرا فرماں بجا سب آئے اور کلمہ پڑھا

وَدَعَوْتَ اَنْتَجَا سَرَّالِخِ وَاَرَمِي نَعْنِي ابْنُ عَمْرِو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کی رسالت من اللہ کا کون گواہ ہے؟ فرمایا یہ سلم کا درخت جو کنارہ میدان میں نظر آتا ہے اور اسے بلایا وہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے اس سے تین بار گواہی لی۔ اس نے ہر سہ بار گواہی دی کہ آپ سچے ہیں۔ اور پھر باجائز بدستور سابق اپنی جگہ واپس گیا۔ صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ اور کون گواہی دیتا ہے کہ آپ رسول خدا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ درخت۔ اور بعد اسکے اس درخت کو بلایا وہ اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا چلا آیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ اور ترمذی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں۔ آپ نے فرمایا

درخت نے آپ کی رسالت کی گواہی دی



کہ اگر میں اس درخت خرم کے خوشہ کو بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں رسول خدا ہوں پھر آپ نے اس کو بلایا۔ وہ درخت پر سے جھکتا ہوا آیا اور آپ کے پاس گرا اور اس نے آپ کی پیغمبری کی گواہی دی۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا پھر جا۔ وہ پھر گیا اور اعرابی مسلمان ہو گیا۔

درختوں نے آپ کی اطاعت کی

مطبیعتہ۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم ایک منزل میں جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک میدان وسیع میں جا اترے۔ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کو تشریف لے گئے۔ وہاں کوئی آرٹنہ تھی جنگل کے کنارے پر دو درخت تھے۔ آپ ایک کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا بحکم خدا میری اطاعت کر۔ وہ ساتھ ہولیا۔ جیسے اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وسط میں اس کو کھڑا کیا پھر اسی طرح دوسرے کو بھی لے آئے اور فرمایا بحکم خدا مل جاؤ۔ سو وہ دونوں درخت مل گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو وہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ پر جا کر قائم ہو گئے۔

وَسَعَتْ إِلَيْكَ الْحَنِيسِيمُ الرِّيَاضِ فِيهِ بِكَ بَزَارُ نَبِيِّ رَيْدَةٍ مِنْ رَوَايَاتِ كَيْبِ، ہے کہ ایک اعرابی نے آپ سے معجزہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ کسی درخت کو جسے تیراجی چاہے کہہ دے کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں اس نے ایک درخت کو کہا۔ وہ فوراً زمین کو پھاڑتا اور اپنی جڑیں گھسیٹتا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اعرابی نے عرض کیا کہ اے اپنی جگہ پر پھیر دیجئے۔ آپ نے حکم دیا وہ بدستور اپنی جگہ پر جا

کر قائم ہوا۔ وہ اعرابی مسلمان ہو گیا اور عرض کیا اجازت ہو تو میں آپ کو سجدہ کروں  
 آپ نے فرمایا کہ سجدہ غیر اللہ کو حرام ہے۔ اگر جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ  
 وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ اس نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے  
 ہاتھ پاؤں چوموں۔ آپ نے اجازت دی۔ اُس نے ہاتھ اور پاؤں آپ کے  
 چومے

ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت

حُجیبۃ۔ امام محدث بہقی اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس ابن زید سے روایت  
 کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک سفر جہاد  
 میں فرمایا کہ کہیں قضائے حاجت کی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں  
 کی کثرت سے کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؟ میں نے  
 عرض کیا کہ کچھ درخت متفرق نظر آتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جان درختوں سے کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

لہ فقہانے لکھا ہے کہ کوئی عالم یا صالح کی قدم بوسی کرنا چاہے تو عالم یا صالح کو چاہیے کہ اپنے پاؤں  
 پھیلا دے۔ چنانچہ معدن الجواہر مصنف حضرت مولانا محمد قطب خاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ میں مرقوم  
 ہے اور اس مسئلہ کی اصل ایک یہ جو ابوداؤد نے باب مَا جَاءَ فِي قِبَلَةِ بَعْضِ الْجَسَدِ میں  
 زارع سے روایت کیا ہے کہ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَبْدًا مِّنْ سَمَائِنَا وَاحْتِنَا  
 فَتَقَبَّلُنَا بِكَ سَأَسْئَلُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ جَلِيلًا۔ جب ہم مدینہ شریف  
 کو آتے تھے تو اپنی اپنی سواریوں سے جلد جلد آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومنے  
 تھے۔ دوسرے یہ جو ترمذی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی  
 دوست سے کہا۔ پل اس نبی سے کچھ پوچھیں اس نے کہا کہ نبی نہ کہہ اگر وہ سُنے گا تو بڑا خوش ہو  
 گا۔ بس آپ کی خدمت میں آتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لواحقان کا سوال کیا کہ کیا کیا  
 تھے۔ آپ نے جواب میں جو کچھ فرمایا۔ انہوں نے اس کی تصدیق کی اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومے  
 اور کہا کہ ہم آپ کے سچا نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ تیسرے یہ جو متن میں مذکور ہے۔  
 فالصف ۱۲ (منہ)

کاتھیں حکم ہے کہ اکٹھے ہو جاؤ۔ اور پتھروں سے بھی اسی طرح کہہ۔ میں نے جا کر کہہ دیا۔ قسم اللہ کی میں نے دیکھا کہ وہ درخت قریب ہو کر اکٹھے ہو گئے اور میں کہہ مثل دیوار کی بن گئے۔ آپ ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور پھر مجھ سے فرمایا کہ اب ان سے کہہ دو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہہ دیا وہ اپنی اپنی جگہ پر جا کر قائم ہوئے۔ اور ایسے ہی امام احمد و بیہقی و طبرانی نے یعلیٰ بن سیاہ سے روایت کیا ہے۔

وَالْمَاءُ قَاضٍ بِرَاحَتِكَ وَسَبَّحَتْ

صُمُّ الْحِصَى بِالْفَضْلِ فِي يُمْنَاكَ

معنی بیت۔ اور پانی آپ کی انگلیوں سے بہہ نکلا اور کنکریوں نے آپ کے دامنے ہاتھ میں تسبیح پکاری۔

جنگِ حدیبیہ میں تھی شکر کو بے حد تشنگی! | انگشتِ اطہر سے تری چشمے چلے دیا بہا  
اللہ رے تیرا معجزہ جب ہاتھ میں تُوڑ لیا | کی سنگریزوں نے ادا تسبیح رب کلمہ پڑھا

صحیحین میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک لوتھا تھا اس سے آپ وضو کیا کرتے۔ سب لوگوں نے آپ کے پاس آ کر عرض کیا کہ ہمارے شکر میں پانی نہیں رہا۔ یہی ہے جو آپ کے اس لوتے میں ہے۔ ہم وضو اور پینے کے واسطے کیا کریں؟ پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوتے میں رکھا اور پانی نے آپ کی انگلیوں سے مانند چشموں کی جوش مارا۔ ہم سب نے پانی پیا۔

اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا۔ مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ اور بھی صحیح میں روایت ہے کہ آپ زورار (مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک برتن پانی کا آپ کے سامنے لائے۔ آپ نے دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا۔ اور آپ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی مانند بہہ نکلا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ تین سو آدمی یا قریب اس کے تھے۔ اور نیز صحیح بخاری میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے پانی کم رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ بچا ہوا پانی لے آؤ۔ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے دست مبارک اس میں رکھا اور لوپاک کرنے والے مبارک اور اللہ کی برکت کو۔ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ بالتحقیق میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں سے جوش مارتا تھا۔

سَبَّحَتْ صَمَةَ الْجَحْصَى - یہی تھی نے دلائل النبوة میں حضرت ابو ذر سے روایت کی ہے کہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں تھا کہ تینوں خلفاء ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم بھی یکے بعد دیگرے آئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں تھیں۔ وہ آپ نے اٹھا کر کف مبارک پر رکھیں تو وہ کنکریاں خدا کی تسبیح کرتی تھیں۔ آواز ان کی شہد کی مکھی کے مانند تھی۔ پھر ہر سہ خلفا نے بھی ہاتھ پر رکھا تو ایسا ہی سنا گیا۔ حافظ ابوالقاسم نے بھی اپنی تاریخ میں یہ حدیث حضرت انس سے روایت کی ہے۔

کنکریوں کی تسبیح

وَعَلَيْكَ ظَلَّتِ الْعَمَامَةُ فِي الْوَسَاءِ  
(۲۱) وَالْجُدُّعُ حَنَّ إِلَى كَرِيْمٍ لِقَاكَ

معنی بیت - اور بادلوں نے آپ پر سایہ کیا اور ستون آپ کے بجز میں رویا ہے  
جب دھوپ میں سوتے حرات شریف فرماتے تھے | بدلی نے آسایہ کیا تھا اس کو یہ حکم خدا  
جب تو نے اے نور ہدایت منبر پر خطبے کو پڑھا | تو وہ ستون رونے لگا تو تکیہ کہہ پہلے سے تھا  
وَعَلَيْكَ ظَلَّتِ - شواہد النبوة میں بی بی حلیمہ مرنعہ پیغمبر خدا صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپ تین سال کی عمر کے ہوئے تو اپنے  
بھائیوں کے ساتھ باہر چراگاہ میں عصا پکڑ کر جاتے اور رات کو خوش و خرم پھر  
آتے۔ ایک دن ہو اگر م اور دھوپ سخت تھی مجھے تشویش ہوئی کہ ایسا نہ ہو آج آپ  
کو تکلیف پہنچے۔ شیا جو آپ کی رضائی بہن تھی بولی کہ اے ماں غم نہ کریں نے  
دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گردا گرد دو حوض سرد آبہ ہیں اور اوپر ایک  
بادل ہے جدھر وہ جاتا ہے اُدھر آپ بھی جاتے ہیں۔

بادلوں کا سایہ

ستون رونے لگا

وَالْجُدُّعُ - صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ  
کے وقت مسجد کے ایک ستون سے کہ چھوٹا سے کے درخت کا تھا تکیہ لگائے تھے جب منبر بنا  
خطبہ پڑھا تو وہ ستون چلا کے رونے لگا۔ قریب تھا کہ پھٹ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
منبر سے اترے اور ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگایا۔ دیر تک وہ ستون پچکیاں لیتا رہا جس  
طرح لڑکے رونے کے بعد پچکیاں لیتے ہیں جب تم گم گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا  
کرتا تھا۔ اب جوڑنا تو رونے لگا۔

۱۔ اور یہی حدیث سہقی اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے مابت باسنہ  
لیخ العبد المذنب محمد بن عبد اللہ (منہ)

وَكَذَلِكَ لَا أَثَرَ لِمَشْيِكَ فِي الثَّرَى  
(۲۲) وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهِ قَدَمًا مَاعًا

معنی بیت۔ آپ کے پاؤں کا نشان زمین پر نہ لگا اور پتھر میں آپ کے دونوں  
پاؤں کا نشان پڑ گیا۔

اے سید جن و بشر چلتا تھا جب تو خاک پر | ہوتا نہ تھا مطلق اثر تیرے قدم کا ایک با  
پتھر پہ گر چلتا کبھی تو اے مرے حق کے نبی | نقش قدم ہوتا بھی دل موم ہوتا سنگ کا  
كَذَلِكَ لَا أَثَرَ لِمَخْرَجِ بَحْرٍ مَجْرَجٍ | حضرت ابو بکر صدیق کو ساتھ لے کر نکلے پایا وہ پاس تھے۔ بہت تلاش کیا کہیں نشان قدم  
حضرت ابو بکر صدیق کو ساتھ لے کر نکلے پایا وہ پاس تھے۔ بہت تلاش کیا کہیں نشان قدم  
مبارک نہ ملا۔

وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ لِحْ اصْحَابِ سِيرِ رَحْمَتِ اللَّهِ فِي بَيَانِ كَيْفَ هِيَ كَرَمِي صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ أَوْقَاتٍ يَأْتِيهِمْ يَحْتَمِلُونَ تَحْتَهُ تَوَيْجِهًا أَوْ يَحْتَمِلُونَ تَحْتَهُ  
يُوجِبُ تَحْتَهُ أَوْ رَأْسًا أَوْ يَحْتَمِلُونَ تَحْتَهُ نَشَانِ اسْمِ فِي هُوَ جَانِبُهُ تَحْتَهُ۔ عِلْمُهُ  
حَافِظُ قَسْطَلَانِي نَعْمَ مَوَاطِنَ لَدُنِي فِي ثَعَاتٍ سَعَى رَوَايَتِ كَيْفَ هِيَ أَوْ يَدْلَالِ قَالِمُهُ  
وَبِرَاهِنِ سَاعَةِ ثَابِتٍ كَيْفَ هِيَ أَوْ رَأْسًا أَوْ يَحْتَمِلُونَ تَحْتَهُ بِالقَبُولِ فِي لِكْهَابِهِ كَمَا هِيَ سِيرِ  
نَعْمَ أَوْ يَحْتَمِلُونَ تَحْتَهُ فِي تَصْرِيحِ كَيْفَ هِيَ كَمَا كَثِيرًا مَاعًا كَانَ إِذَا مَشَى عَلَى الْحَجَرِ  
يَصِيرُ سَاعَةً حَتَّى غَاصَتْ قَدَمَاهُ فِيهِ۔ أَكْثَرَ وَقْتِ ابْتِدَاءِ حَالَتِهِ فِي  
أَوْ يَحْتَمِلُونَ تَحْتَهُ يَحْتَمِلُونَ تَحْتَهُ تَوَيْجِهًا أَوْ يَحْتَمِلُونَ تَحْتَهُ كَيْفَ هِيَ فِي هُوَ جَانِبُهُ تَحْتَهُ أَوْ  
نَشَانِ قَدَمِ مَبَارَكِ كَيْفَ هِيَ تَحْتَهُ۔

زمین پر آپ کے قدم کے نشان نہ پڑتے اور پتھر پر پڑتے

وَشَفِيَتْ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ أَمْرَاضِهِ  
(۲۳) وَبَلَاتُ كُلَّ الْأَرْضِ مِنْ حَيْدٍ وَآكَا

معنی بیت - آپ کی دُعا سے بہت سے مصیبت زدہ اور بیماریوں کو شفا ہوئی  
اور تمام زمین آپ کے فیض و نورِ اسلام سے منور ہوئی ہے

مدت کے جو بیمار تھے تیرے طفیل اچھے ہوئے | املو ہیں تیرے فیض سے کون سے کون سے  
آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو آیا خالی نہیں گیا بے شمار مصیبت  
زدگان نے آلام و مصائب سے نجات پائی۔ کتبِ حدیث اور سیر اس کی گواہ ہیں  
اب بھی جو صدق ارادت سے بارگاہِ عالی میں حاضر ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں  
رہے گا۔ بلکہ ہر ایک جگہ آپ کے توسل سے مراد پائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا  
ہے وَمَا أَسْأَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ اے محمد! ہم نے آپ  
کو اہل عالم کے لئے رحمت کر کے بھیجا۔ واضح ہو کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں بہشت  
دوزخ، آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، جن، انسان، فرشتے، درندے، چرندے  
پہندے، آگ، پانی، ہوا وغیرہ درخت، پتھر، سورج، چاند، ستارے، سیارے سب  
عالم ہیں۔ اسی طرح عالم دُنیا و عالم عقبی بھی عالم ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ہر ایک شے کے واسطے ہر ایک وقت میں رحمت ہیں۔ عالم دُنیا میں اہل عالم  
کے لئے تو یوں رحمت ہیں کہ آپ کے وجودِ فیضِ آمود کے دُنیا میں ہونے سے  
اہل دُنیا کی بد عملیوں کی سزا موقوف بروقت دیکر ہے پھلے وقتوں کی مانند سوز بند  
وغیرہ نہیں کئے جاتے۔ اگرچہ کیسے ہی سزاوار ہوں۔ لیکن مسخ سے محفوظ ہیں تاکہ

لَهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَاللَّهُ لَذُو نَبَأٍ  
نہیں دیتا کیونکہ تو  
(باقی صفحہ ۷۲ پر)

حیاتِ دُنیا سے متمتع ہو لیں۔ اور عالمِ عقبیٰ میں اس طرح رحمت ہیں کہ جب تمام بنی آدم کا کوئی حامی اور شفیع نہ ہوگا تو آپ بڑی اولوالعزمی سے یہ پیرا اٹھائیں گے۔ اگر عالمِ عقبیٰ میں شفاعت رحمت نہیں تو وہاں اور کیا کام رحمت کا ہوگا۔ اور آیہ مذکورہ میں رحمت کے کیا معنی۔

آپ ہم کو بہت چاہتے ہیں اور ہم پر بڑے مہربان ہیں اور آپ کا فیض تمام رُوئے زمین پر منتشر ہوا۔ انبیائے سابقین باوجود بڑی بڑی عمروں کے ایسے نہ ہوئے۔ آلِ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتر عمر کے چھٹے حصے میں کثیر التابعین ہو گئے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے خود اس قصیدہ میں چند مصیبت زدگان و آفت رسیدگان کا ذکر کیا ہے جن کی مشکلات جناب رسالت مآب سے حل ہوئیں صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلىٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

وَسَادَتْ عَيْنٌ قَتَادَةَ بَعْدَ الْعَمَلِ  
(۲۴) وَابْنِ الْحُصَيْنِ شَفِيئَةً بِشِفَاكَ!

معنی بیت۔ آپ نے قتادہ کی لکلی ہوتی آنکھ کو درست کر دیا اور ابنِ الحُصین

(بقیہ صفحہ ۷۱)

ان میں ہے۔ پس آیہ مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آپ کو جو باوجود کئی طفیل جہاں سے عذاب مرتفع ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو بظاہر موت ہوتی اور آپ کا جسد مبارک دُنیا میں مدون ہوتا کہ قیامت تک باعث امن مخلوق ہو ورنہ آپ کو موت نہیں۔ مَرْفُوعٌ إِلَى السَّمَاءِ ہونا تھا۔ کیونکہ آپ جامع فضائل انبیاء تھے وَ مِنْهُمْ اَدْرَاسِيسُ وَعِيسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ۱۲ (منہ)



کو بھی آپ سے تندرستی حاصل ہوتی ہے

جس وقت تیرا کرگیا چٹم قت وہ میں شہا | صدقہ میں تونے رکھ دیا ڈھیلے کو، اچھا ہو گیا  
ابن حصین اے شاہ دیں ملے تھازار و حزیں | صدقہ میں تیرے بعد زین امراض سے پانی شفا  
بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ  
میں تیر لگا۔ آنکھ ان کی رخسارہ سے نکل آئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
و سلم نے اس آنکھ کو پھر صدقہ میں اپنے دست مبارک سے رکھ دیا۔ وہ اچھی ہو گئی  
بلکہ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔

حضرت قتادہ کی آنکھ درست ہو گئی

وَكَذَٰلِكَ أَخْبِيَا وَابْنَ عَمْرٍَا بَعْدَ مَا

جُرِحَا شَفِيَّتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَ (۲۵)

معنی بیت۔ اور خبیب اور ابن عمر جب دونوں زخمی ہوئے تو آپ کے  
دست مبارک پھیرنے سے شفا ہو گئی ہے

زخمی ہوئے جس دم خبیب اور ابن عمر ابدیں | دست کرامت نے تری ہر ایک کو بخش شفا  
بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ خبیب بن یساف کو بدر کے دن پشت  
پر تلوار لگی اور ایک پہلو کٹ گیا۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے دست مبارک  
سے اس پہلو کو بدن سے بلا دیا اور اس پر دم کیا وہ اچھا ہو گیا۔

کلمے ہوتے پہلو کو جوڑ دیا گیا

وَعَلِيَّانِ الْمُرْسَدَ إِذَا دَاوَيْتَهُ!

فِي خَيْبَرَ فَشَفَىٰ لَطِيبٌ لَّمَّا كَا! (۲۶)

ہ یہاں حسب تاعدہ کچھ یہ لیدیک ہونا چاہئے مگر توافق حرف ردی قافیہ کے بغیر اور از منسوب کو مرفوع  
طرعنا ماننے سے بلکہ بلا فم ورت شعر میں بھی اس کی تفسیر ملتی ہے۔

معنی بیت۔ اور خیر کی لڑائی میں جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آشوبِ حشم ہوا تو آپ کے لب مبارک لگانے سے صحت ہوئی۔

حضرت علی خیر میں تھے آشوب سے عاجز ہوئے۔ ا حاصل ہوئی انکو تہے اک لب لگانے سے شفا اور صحیحین میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں جنگِ خیر کے دن دکھتی تھیں۔ جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آبِ دہن مبارک ان پر لگا دیا۔ فوراً اچھی ہو گئیں۔ یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا۔ ایسا بیمار تھا کہ یہ کلمات میری زبان پر تھے۔ یا اللہ اگر میری اجل آگئی ہے تو آجائے میں اس درد سے نجات پاؤں۔ اگر ابھی نہیں آئی ہے تو شفا دے۔ اگر میرے امتحان کے لئے یہ بیماری ہے تو مجھے صبر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں سے مجھے ٹھوک مار کر فرمایا تو نے کیا کہا پھر کہہ۔ میں نے وہی دعا کی۔ فرمایا اللہ اسے شفا دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور بعد اس کے مجھے ایسا درد نہیں ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لعاب سے شفا ہو گئی

۱۷ صحاح ستہ اور دیگر کتب مغازی میں مروی ہے کہ جنگِ خیر میں شام کے وقت آپ نے فرمایا لَاعْطِيَنَّ الرَّايَةَ عِنْدَ مَا جَلَا كَمَا اسرا غير ضرا اسرا يحب الله ورسوله لِفَتْحِ وِ اللّٰهُ عَلٰى بَدِيَّةٍ۔ میں کل کے دن ایسے شخص کو علم (جھنڈا) دوں گا جو بڑا دلیر اور بہادر ہے میدان سے پھرنے والا نہیں۔ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول اس کو اچھا جانتے ہیں۔ یہ قلعہ اس کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اس وقت ان کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ نے لب مبارک لگا دیا۔ فوراً اچھی ہو گئیں اور علم فتح ان کو عطا فرمایا۔ ۱۲ (منہ)

وَسَأَلْتِ سَرَاتِكَ فِي ابْنِ جَابِرٍ بَعْدَ الَّذِي  
(۲۷) قَدِمَاتِ أَحْيَاكَ وَقَدْ اسْرَضَاكَ

معنی بیت۔ اور ابن جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے حق میں جب وہ مر گیا تھا تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر کے آپ کو راضی کر دیا۔ اللہ سے تیرا معجزہ جابر کا جب بیٹا مرا۔ اکی اس طرف تو نے دعا وہ اس طرف اچھا ہوا مشواہد النبوة میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی اور آپ کے واسطے ایک برہ ذبح کیا اور سامان ضیافت میں مصروف ہوا۔ میرا بڑا لڑکا دیکھتا تھا۔ اس نے چھوٹے سے کہا آتجھے دکھاؤں۔ ہمارے باپ نے برہ کس طرح ذبح کیا ہے یہ کہا اور پکڑ کر چھری اس کے گلے میں پھیر دی۔ ان کی ماں نے دیکھ لیا وہ ان کی طرف دوڑی۔ لڑکا خوف سے بھاگ کر کوٹھے پر چڑھنے لگا۔ اوپر کے زمینہ سے پاؤں پھسلا اور گر کر وہ بھی مر گیا۔ عورت مردانہ سیرت نے بائیں خیال کہ آپ کی ضیافت میں ہرج ہوگا۔ دونوں مذبح و مستقوٹ پر گدڑی ڈال کر مچھا دیا اور مجھے بھی خبر نہ کی۔ جب کھانا طیار ہوا اور حضور بعبادت کریمانہ تشریف لائے۔ میں نے کھانا پیش کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر اپنے فرزندوں کو بلا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ کھائیں میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ لڑکے کہاں ہیں؟ آپ بلاتے ہیں وہ نیک بخت بولی کہ وہ کہیں باہر کھیلتے ہوں گے۔ معلوم نہیں کہاں اور کدھر ہیں۔ میں نے یہ بات حضور میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ حکم الہی ہے جب تک وہ نہ آئیں گے میں نہیں کھاؤں گا۔ مجبوراً عورت نے وہ تمام حال ظاہر کر کے گدڑی اٹھا کر دکھا

حضرت جابرؓ کے مرد پینے زندہ ہوئے

دی۔ میرے ہوش جاتے رہے اور شور و غل پیدا ہو گیا۔ حضرت شفیع المذنبین رحمۃ  
 العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھ کر ان کے سر پر آدیکھا بعد ازاں حکم الہی  
 دعا کی کہ اے بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ کرنے والے اور ہر شے کو عدم سے ظہور  
 میں لانے والے، مردوں میں رُوح پھونکنے والے انہیں زندہ کر۔ آپ کے یہ  
 دعا کرتے ہی دونوں زندہ ہو گئے۔ اور بل کر کھانا کھایا۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ اَللّٰهُمَّ  
 صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔

سَنَاءٌ مَّسَسَتْ لِأُمِّ مَعْبَدَانَ السَّيِّئَةِ  
 (۲۸)  
 نَشَفَتْ فَنَدَّرَاتٍ مِنْ شِفَاؤِ قِيَاكَا

معنی بیت۔ اور اُم معبد کی بکری کا جبکہ دودھ خشک ہو گیا تو آپ کے دست مبارک  
 کے چھونے سے پھر بہت ہو گیا اور آپ کے کچھ پڑھنے کی برکت سے دودھ دھار  
 ہو گئی۔ شرح السنہ میں جیش بن خالد برادر اُم معبد سے روایت ہے کہ جناب رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ کو کوچ ابو بکر صدیق رضی اللہ  
 عنہ اور عامر بن فہیرہ آزاد غلام حضرت صدیق اکبر تشریف فرما تھے۔ اور عبد اللہ  
 بھی کہ راہ بتانے کے لئے آپ کے ساتھ تھا۔ اُم معبد کے غنیمہ پر گزرے اور اس سے  
 گوشت اور چھوٹے خریدنے چاہے قحط کے باعث اس کے پاس نہ تھے۔ اُم معبد  
 کے غنیمہ میں ایک بکری کو دیکھ کر آپ نے پوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے۔ اُم معبد نے کہا  
 کہ سبب لاغری کے اور بکریوں کے ساتھ چراگاہ میں نہیں جاسکتی۔ اس سبب سے یہاں  
 ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے تھنوں میں دودھ ہے؛ اس نے کہا بالکل خشک ہیں

ن وَصَسَسَتْ سَنَاءٌ لِأُمِّ مَعْبَدَانَ لَعْبَدًا مَا

خشک بکری دودھ دھار ہو گئی

آپ نے فرمایا تم اجازت دو تو ہم اس سے دودھ دوہ لیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اور اس بکری کے تھنوں پر بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ پھیرا تو بکری نے پاؤں پھیلا دیئے اور دودھ اس کے تھنوں میں بھر آیا۔ اور اس نے جگالی کرنی شروع کی۔ پھر آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا اور اس میں دودھ دوہا اور وہ برتن بھر گیا۔ پھر آپ نے پہلے امِ معبد کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں کو پلایا۔ وہ بھی سیر ہوئے پھر سب سے پیچھے آپ نے پیا۔ اس کے بعد دوبارہ وہ برتن آپ نے دودھ سے بھر کر امِ معبد کے حوالے کیا۔ امِ معبد مسلمان ہو گئی اور آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَطْرِ سَائِبًا مُّعَلِنًا !  
(۲۹) فَاثَلَّتْ قَطْرًا الشُّعْبَ حِينَ دُعَاكَ

معنی بیت - قحط سالی میں لوگوں کی التجا پر آپ نے پروردگار کی جناب میں دعا کی تو بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔

تیری کرامت تھی شہا جو دودھ بکری نے دیا | اکی قحط میں تو نے دعا بارش ہوئی بے انتہا  
صحیحین میں حضرت انس سے مروی ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک بار قحط ہوا آپ خطبہ جمعہ میں کھڑے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکے مرتے ہیں۔ آپ مینہ کے واسطے دعا کیجئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر کوئی ابر کا ٹکڑا نہ تھا۔ خدا کی قسم ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پاتے تھے کہ ابر ماہند پہاڑوں کی ہر طرف سے گھرا آیا۔ آپ منبر سے اترنے نہیں پاتے تھے کہ ریش مبارک

آپ کی دعا سے اسی وقت مینہ برس پڑا

سے قطرات مینہ کے گرنے لگے۔ اس دن سے دوسرے جمعہ تک برابر مینہ برسا پھر دوسرے جمعہ کو کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا یا اللہ گرد ہمارے بر سے ہم پر نہ برسے اور ابر کی طرف اشارہ کیا وہ کھل گیا۔ مدینے پر بالکل پانی برسنا موقوف ہو گیا اور گرد مینہ کے برسا رہا۔ اطراف سے جو لوگ آتے مینہ کی کثرت بیان کرتے۔

وَدَعَوْتَ كُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوا إِلَيَّ  
دَعْوَاكَ طَوْعًا سَامِعِينَ نِدَاكَ (۳۰)

معنی بیت۔ اور آپ نے تمام مخلوق کو توحید الہی کی طرف پکارا تو سب نے آپ کی دعوت کو شہ دل سے قبول کیا اور تابعداری کی۔

کی تو نے دعوت خلق کی جہت اے حق کے نبی! آئے تری جانب سبھی اور سب نے صدقنا کہا!  
كُلَّ الْخَلْقِ - قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا أُرْسِلْتُ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ - وَأُرْسِلْتُ لِلنَّاسِ سَائِلًا - صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً - فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک نبی اپنی اپنی قوم کی طرف خاص کر بھیجا جاتا تھا۔ اور میں علی العموم تمام آدمیوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

رسالت عامہ

۱۰ اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے (پ ۱۷ ع ۱۹)  
۱۱ اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا۔ (پ ۱۷ ع ۱۸)

میں بھیجا گیا ہوں۔ مخلوق کے ہر گروہ کی طرف۔ اور ثابت ہے کہ آپ کی نبوت کی معرفت ہر ایک ذی روح اور غیر ذی روح کو ہے۔ چنانچہ مسلم اور ابوداؤد میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں اور نوحیہ راہب کا ابوطالب سے کہنا جو حدیث طویل صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ لَمْ يَنْبِقْ شَجَرٌ وَلَا حَجْرٌ إِلَّا خَدَّ سَاجِدًا۔ شجر و حجر وغیرہما سے کوئی شے باقی نہ رہ گئی تھی کہ جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سجدہ نہ کیا ہو۔ یہ سید العالمین۔ یہ رسول رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو رحمتہ للعالمین کر کے بھیجے گا۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ بے جان چیزوں

۱۔ شواہد النبوة اور دیگر کتب احادیث و سیر میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ ابوطالب پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساتھ لے کر سفر تجارت کے لئے ملک شام کو نکلے۔ راستہ میں ایک راہب نوحیہ نامی کے مکان پر اترے۔ اس نے ابوطالب سے کہا کہ اسے ابوطالب تو اس جوان کو واپس پھیر دے اور شام کی طرف نہ لے جا کیونکہ وہ لوگ بذریعہ کتب آسمانی اس کو پہچان لیں گے اور مہمما آمکنون دجہاں تک ممکن ہو گا اس کو قتل کرنے میں کوشش کریں گے۔ ابوطالب نے کہا تو کیونکر جاتا ہے۔ راہب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ یہ جوان جدھر جاتا ہے اسی طرف کے درخت پتھر وغیرہ اس کے آگے جھک جاتے ہیں اور ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ سوائے نبی کے اور کسی کے آگے نہیں جھکتے پھر اس نے آپ کا کپڑا اٹھا کر مہر نبوت کا نشان بھی دکھایا۔ اندر سے جا کر جہاں تمام انبیاء کی صورتیں رکھی تھیں آپ کی صورت بھی ملا دیا اور بھی اپنی تصدیق کلام کے واسطے ابوطالب کو کئی نشان دکھائے۔ ابوطالب نے آپ کو واپس کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ قبل از پیدائش علاوہ آدمیوں کے دیگر اشیا کو بھی آپ کی نبوت کا علم تھا اور سب چیزیں آپ کو پہچانتی تھیں۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے ہو چکا ہے بفضلہ تعالیٰ حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت آمنہ نے کہا جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہوئے تو ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور آپ کو اٹھا کر لے گیا اور ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو مشرق و مغرب (باقی صفحہ ۸۰ پر)

کو بھی آپ کی شناخت قدیمی اور معرفت ازلی تھی۔ چنانچہ ترمذی اور دارمی میں علی کرم اللہ  
 وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف کو مکہ سے  
 باہر تشریف لے گئے ہیں بھی ساتھ تھا پس آپ جس درخت پتھر اور ٹیلہ وغیرہ کے  
 پاس جاتے وہ کہتا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔  
 پس ثابت ہو گیا کہ آپ تمام مخلوق و موجود کی طرف بھیجے گئے اور سب نے  
 آپ کو پہچانا۔

وَحَفِضْتَ دِينَ الْكُفْرِيَا عِلْمَ الْهُدَى  
 (۳۱) وَرَفَعْتَ دِينَكَ فَاسْتَقَامَ هَذَا كَمَا

معنی بیت۔ اسے ہدایت اور راہنمائی کے نشان آپ نے تمام جھوٹے دینوں  
 اور شرک و ہوا پرستی کی راہوں کو مٹایا اور اپنے دین حق کو ظاہر کیا تو وہ صحیح طریق  
 سے قائم ہو گیا۔

دُنْيَا سَے شَرک و کُفْر کا پَر دیا تُو نے اُٹھا ا دُنیا میں دینِ پاک کا جھنڈا کیا محکم کھڑا!

(بقیہ صفحہ ۷۹) اور دریاؤں اور جنگلوں میں پھراؤ کہ خشکی و تری کی سب چیزیں حیوانات، جمادات اور نباتات  
 اس کی صورت کو پہچانیں اور اس کی شان نبوت و منزلت رسالت کو جانیں کہ یہ شخص ہے جو شرک کو مٹانے  
 گا اور ربوبیت والہیبت واحد یگانہ کو پھیلاتے گا۔ ماہیت بالسنہ اور الدر المتکلم فی مولد النبی المحکم  
 میں بروایت ابن عباس علیہ الوعیم سے منقول ہے کہ حیوانات روئے زمین مشرق سے مغرب اور مغرب  
 سے مشرق کو پھر گئے۔ اور ایک دوسرے کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی اور اسی طرح حیوانات  
 آبی نے ایک دوسرے کو خبر کی اور آسمان و زمین میں جنوں اور فرشتوں کے آواز اور آپ کے  
 ظہور مبارک کی نسبت سنائی دیتیں الخ ۱۲ (منہ)



قَالَ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ إِنَّهُ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَ  
 دِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (پتہ ۱۱) اللہ وہ ہے کہ جس نے بھیجا،  
 اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دینِ حق کے تاکہ غالب کرے اس کو اور تمام دینوں  
 کے۔ بے شک جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت پیدا ہوئے اویان  
 باطلہ پست ہونے لگے اور دینِ حق کہ دینِ اسلام محمد بن عبد اللہ نبی اُمّی ہاشمی صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے غالب اور روشن ہوا۔ ہجرت سے آج تک ہر زمانہ  
 کی تاریخیں شاہد ہیں کتب احادیث سے نقل ثقات کتاب شواہد النبوت میں لکھا  
 ہے کہ جس رات آپ پیدا ہوئے اسی رات کسری کا ایوان کانپا اور چودہ کنگرے  
 اس کے گر گئے۔ وہ آتش کدہ کہ ہزار سال سے برابر ایک ساعت بجھنے نہ پایا تھا  
 بالکل بجھ گیا۔ علیٰ ہذا القیاس روئے زمین پر بہت نشان خرابی بیدیاں و شرکاں  
 ظاہر ہوئے۔ مرغ و ماہی زمین و آسمان میں خراب ہو گئی۔ روئے زمین اور تمام حرم  
 خاص کے بت سرنگوں ہو گئے اس واقعہ کی تصدیق زردشتیوں کی کتاب دساتیر  
 میں بھی لکھی ہے۔ صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین اور مشرق و  
 مغرب زمین کے مجھے دکھائے۔ جہاں تک میں دیکھ چکا ہوں وہاں تک مقرب  
 میری اُمت کی بادشاہی ہوگی۔

وَمَا فَعَلْتَ دِينَكَ الْخَالِقِ اللَّهُ تَعَالَى نَعَمْ فَمَا يَأْتِيهِ وَرَأْفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ  
 اور کلمۃ اللہ ہی العلیا۔ وہ ذکر اور کلمۃ اللہ دینِ اسلام ہی ہے جو ہمیشہ

۱۲۔ یہ روایت ثابت بالسنہ میں بھی ہے۔ ۱۲۔

تک رہے گا اور نیز فرمایا ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهَا وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ  
(پتہ ۹۷) اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا قیامت تک اگرچہ ناحق شناس بُرا ہی  
مانیں۔ وہ نور دین محمدی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ دِينِ الْاِسْلَامِ۔

أَعْدَاكَ عَادُوا فِي الْقَلْبِ بِجَهْلِهِمْ  
(۳۲۲) صَرَعُوا وَقَدْ حُرِّمُوا الرِّضَىٰ بِجَفَاكَ

معنی بیت۔ آپ کے دشمن جہالت کی وجہ سے گڑھے میں پڑ گئے اور رضا  
و رحمت الہی سے آپ کو تکلیف دینے کے باعث محروم رہے۔  
جو جو تیرا دشمن ہوا قعرِ ہنم میں گرا۔ ابو درپے ایذا ہوا محروم رحمت سے ما!  
بخاری میں ہے کہ غزوہ بدر میں بعد فتح کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے مقتول کافروں کو چاہ بدر میں ڈلوایا اور متصل اس کنویں کے کھڑے ہو کر  
ایک ایک کا نام پکار کر فرمایا خدائے تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے  
ٹھیک پایا اور تم نے بھی جو کچھ خدائے تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا پایا حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایسے جموں سے کلام کرتے  
ہیں جن میں روح نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔

فِي يَوْمٍ بَدْرٍ قَدْ أَتَتْكَ مَلَائِكُ  
(۳۲۳) مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ قَاتَلَتْ أَعْدَاكَ

معنی بیت۔ اور جنگ بدر کے دن فرشتے آپ کی مدد کو آئے اور آپ

کے دشمنوں کو قتل کیا۔

وَن بَدْرَ كَيْ رَشْرَشْ خَالِقِ نِي كِي تِيرِي مُلْكُ | | اِيك دَم مِيں آ پھونچے مُلْكُ فِي النَّارِ اَعْدَا كُو كِيَا  
 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَل جَلَالِهٖ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ مُّج  
 فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُوْنَ - اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ  
 اَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰى  
 اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاۤ اُولٰٓئِكَ مِمَّنْ فَوْرٍ هٰذَا اِيْمِدِدْكُمْ  
 رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ - اِذْ سَتَّغَيْنٰوْ  
 رَبُّكُمْ فَاَسْتَجَابَ لَكُمْ اِنِّيْ مُمِدِّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ  
 مُرْدِفِيْنَ - تَفْصِيْلُ نَزُوْلِ مَلَائِكِهٖ وَجَنَگِ وَغَيْرِهٖ كُتُبُ اَحَادِيْثُ وَاٰخَرُ مَوْجُوْد  
 هٖ كِهٖ اللّٰهُ كِهٖ فَرِشْتِهٖ وَتَقَا فَوْقًا اَآپ كِي خِدْمَت كِيَا كِرْتِهٖ تَحْتِهٖ جِبْرِيْلُ عَلِيْهِ السَّلَام  
 جُو اِيك مُقَرَّبُ فَرِشْتِهٖ تَحْتِهٖ اَآپ كِي بَار كَاه كِهٖ غُلَام تَحْتِهٖ اُو رُو كِي رُفِشْتِهٖ بَهِي اِهْلِ بَيْتِ  
 نَبُوْت كِي خِدْمَت كِيَا كِرْتِهٖ تَحْتِهٖ - چِنَا نچہ سِنِيْدُ سَمْنَهُو وِي نِهٖ حَضْرَتِ اَبُو ذَرِّ غَفَارِي  
 سِهٖ رُو اِيْت كِي هٖ كِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نِهٖ مُجِبُّ كُو بَهِي جَا كِهٖ مِيں عَلِي كُو  
 اِن كِهٖ گُھَر سِهٖ بِلَا لَآؤِل - مِيں نِهٖ دَرُو اَزِهٖ پَر سِهٖ بُهْت دَفْعِهٖ بِلَا يَا كَسِي نِهٖ اَوَا زِ

دربار نبوی میں فرشتوں کی حاضری

لہ اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سر سامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم  
 شکر گزار ہو۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے  
 تین ہزار فرشتے اتار کرے۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد  
 کو پانچ ہزار فرشتے نشان دے بھیجے گا۔ (پہ ع ۴)

لے جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سُن ل کی کہ میں تمہیں مدد دینے والا  
 ہوں۔ ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ (پہ ع ۱۵)

نہ دی۔ میں پھر آیا۔ آپ نے فرمایا جا علی گھر میں ہے۔ میں پھر گیا اور ذرا اندر کی طرف ہو کر نکلانے کو کھڑا ہوا ناگہاں اندرون خانہ کے ایک گوشے میں میری نظر پڑی تو چکی پھر رہی ہے مگر پھر اتنا کوئی نہیں۔ میں حیران ہو گیا اور باواز بلند علی کو پکارا۔ وہ خوش و خرم اور لبشاش باہر نکلے چلے آئے۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے میری حیران صورت کو دیکھ کر فرمایا اسے ابو ذر یہ کیا حال ہے؟ میں نے تعجب سے بیتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں خود بخود چکی کا پھرنا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے اللہ کے فرشتے آلِ مُحَمَّد رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی معونت پر مقرر ہیں۔ یہ خدمتِ الہی میں مشغول رہتے ہیں وہ ان کی خدمت میں مصروف۔ کذا فی سیرۃ شامی ۱۲ زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چکی فرشتے پھرتے تھے

(۳۴) وَالْفَتْحُ جَانِكَ يَوْمَ فَتَحْتَ مَكَّةَ!  
وَالنُّصْرُ فِي الْأَحْزَابِ قَدْ وَاثَقَا

معنی بیت۔ مکہ کی فتح آپ کو کامل طور پر حاصل ہوئی اور روزِ احزاب میں نصرتِ الہی آپ کے شامل حال ہوئی۔  
تھی روزِ فتح مکہ بھی فتح و ظفرِ تجھ سے ملی | | احزاب میں نصرت ہوئی حال تجھے ایسے پشوا  
کفارِ قریش کی آخری جنگ مکہ میں تھی۔ اس کے بعد یح کفر و شرک اور تجھ فساد و غمناک  
عرب سے جاتا رہا گویا یہ فتح مسلمانوں کے لئے ایسی مفید اور پر تصرف تھی۔  
جیسے پایہ تخت بادشاہی کا فتح ہو تو تمام ملک متعلقہ تخت و تصرف فاتح میں

آجاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ جل جلالہ یٰٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا النِّعْمَةَ الَّتِیْ  
عَلَيْكُمْ اِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَاَسْرَسْنَا عَلَيْهِمْ رَاٰیجًا وَّجُنُودًا لَّمْ  
تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیْرًا (پک ع ۱۸) اسے ایمان والو!  
یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر کیا جب آئیں تم پر فوجیں۔ ف۔ قریش اور غطفان  
اور یہود اور قریظہ اور بنی نضیر بارہ ہزار آدمی لے کر چڑھ آئے۔ ت۔ ہم نے ان  
پر ہوا ٹھنڈی چھوڑی ف۔ جس نے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کیا۔ ان کے  
موہنوں میں گرد و غبار ڈالا۔ اور آگ ان کی بھجادی۔ اور ہانڈیاں ان کی  
اُلٹ دیں اور میخیں ان کی اکھاڑ دیں کہ نیچے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان  
کے کھل کر آپس میں لڑنے لگے۔ ت۔ اور بھی بھیجا ہم نے ان پر ایسے لشکر کو  
کہ ان کو تم نے نہیں دیکھا۔ یعنی فرشتوں کو کہ انہوں نے ان کافروں کے دلوں  
میں رعب ڈالا اور ایسی دہشت ان کے دلوں میں ڈالی کہ وہاں سے بھاگ  
گئے۔ ت۔ اور ہے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا۔ ف۔ یہ معجزہ غزوہ احزاب  
میں واقع ہوا کہ اسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ کافران قریش مع غطفان وغیرہ  
قبائل کے لشکر عظیم لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے۔ آپ نے بصلاح صواباً  
حضرت سلمان فارسی مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی۔ اور قریب ایک مہینہ  
کے لشکر کفار وہاں بھیرا رہا۔ اور تیر پتھر سے لڑتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے ان  
پر مشرق کی طرف سے ایسی سخت ہوا بھیجی کہ جس کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکے  
اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے۔ طلحہ بن خویلد اسدی نے ہوا کے صد مات کو  
دیکھ کر کہا کہ محمد نے تم پر جادو کیا ہے۔ اب یہاں ٹھیرنا صلاح نہیں بھاگ جانا

بہتر ہے۔ حدیث میں ہے لَصِرْتُ بِالضَّبَاوِ أَهْلِكَتُ عَادًا بِالدَّبُورِ  
یعنی میری مدد ہوئی پڑوا ہوا سے کہ اس نے کافروں کو احزاب میں بھگا دیا اور  
ہلاک کی گئی قوم عاد کچھوا ہوا سے ف یہ معجزہ آپ کا مثل معجزہ ہود علیہ السلام کے ہے

هُودٌ وَيُوسُفُ مِنْ بَهَائِكَ تَجَمَّلَا  
(۳۵)  
وَجَمَالَ يُوسُفُ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ

معنی بیت۔ حضرت ہود و یونس کو آپ ہی کی بزرگی سے بزرگی حاصل تھی  
اور حضرت یوسف کو جمال آپ کے جمالِ باکمال سے بلا تھا۔  
تھی ہود و یونس میں عیاں تیری تجلی ہر نماں | ا تھا نورِ یوسف بے گماں تیرا جمالِ باصفا  
کتب حدیث میں مروی ہے کہ تمام صفات متفرقہ بالجملہ ذات بابرکات سرور  
کائنات علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ میں مجتمع تھیں۔ اور حافظ ابو نعیم نے علیہ میں بواسطہ  
ابن عباس آمنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو میں نے ایک  
آواز سنی کوئی کہتا ہے کہ محمد نصرت اور ریح اور زوہ کی کنجیوں کا قابض ہو چکا ہے  
اسے شرقِ غرب اور ہر ایک نبی کی جائے پیدائش اور ہر شے روحانی اور غیر روحانی  
جن، انسان، درندوں اور پرندوں وغیرہ پر پھیراؤ کہ وہ سب اس کو پہچانیں۔ اس  
کو صفات آدم، رقتِ نوح، خلقتِ ابراہیم، لسانِ اسماعیل اور بشارتِ یعقوب،  
جمالِ یوسف، صوتِ داؤد، صبرِ ایوب، زہدِ یحییٰ، کرمِ عیسیٰ اور اخلاقِ انبیاء  
حاصل ہیں۔ ابن عساکر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت  
میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ اندھیرا تھا ہر چند ڈھونڈا نہ پائی اتفاقاً رسول اللہ

حضرت جامع الصفات ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کے جمال مبارک سے سارا گھر روشن ہو گیا اور سوتلی بل گئی۔ میں نے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا ویل ویل، ویل ہے اس کو جو میرا منہ دیکھنے سے محروم رہے۔ ابن عساکر اور خطیب اور ویلی اور ابو نعیم نے بطریق محمد بن اسماعیل بخاری حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور آپ میرے سامنے موزہ گاٹھ رہے تھے۔ اس وقت عرق جبیں کے سبب آپ کی پیشانی کی چمک دمک دیکھ کر میں نہ رہ سکی اور بے ساختہ منہ سے نکل گیا۔

وَمُبْرَأٌ مِنْ كُلِّ غَيْرِ حَيْضَةٍ      وَفَسَادِ مُرْضَعَةٍ وَدَاءِ مُغْبِلٍ  
وَإِذْ نَظَرْتُ إِلَى اسْتِرَاءِ وَجْهِهِ      بَرَقَتْ بُرُوقَ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

اور ایک روایت میں چند ابیات دیگر مروی ہیں جن سے ایک یہ ہے۔

لَوْ اِهَى زَلِيخًا لَوْ سَرَّ اَيْنَ حَبِيْنًا

اور شمال ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بعد بیان صورت و سیرت جناب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا۔  
لَمَّا سَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ      كَمَا سَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ  
سنا ہے نہ سوائے آپ کے اب دیکھنے میں آتا ہے۔ حضرت علی کے اس قول میں

لہ اور ہر طرح کی کدورت حیض سے پاک، ایسا پاک اور نطفہ کہ اس کے دودھ پلانے والی کی طبیعت اور دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو۔۔۔۔ اور میں جب اس کے رونے روشن کی شکلوں کو دیکھوں تو اس کے رخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن صورت ہلال نظر پڑتے ہیں۔ ۱۲ (منہ از بے مثل بشر صفحہ ۱۳۹)  
عہ علیہ الاولیاء جلد ۲ تذکرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۳۴۴ طبع اول مہر (از ابو کبیر ندوی)

ہزار ہا نکات و اسرار ہیں۔ بالجملہ اس کے معنی یہ ہیں کہ لَمْ أَسْرَ بِمَعْنَى لَمْ  
 أَسْمَعُ ہے يالَمْ أَسْرَ فِي الدَّرَايَاتِ الَّتِي تُتْرَى فِيهِ مَقَادِيرُ الْجَمَالِ  
 اس صورت میں لَمْ أَسْرَ قَبْلَهُ کے متعلق معنی دیکر ہیں اور بعدہ کے معنی دیکر  
 اور بعدہ معنی سوا چنانچہ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ لَعْدًا لَا يُؤْمِنُونَ (پ ۲۷ ع ۱۲)

قَدْ فَتَتْ يَاطِرُ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ!  
 طُرًّا فَسُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَكَكَ (۳۶)

معنی بیت۔ اے خلقت کو بچانے والے آپ تمام پیغمبروں پر فائق ہیں  
 آپ کو معراج ہوئی اور وہ قرب ملا کہ کسی نبی مرسل کو نہیں ملا۔ وہ پاک ہے  
 اور سب بھلی صفتوں کا مالک ہے جس نے آپ کو رات کے وقت سیر کرائی تھی  
 طہ القتب خیر الوریٰ نبیوں پر تو فائق ہوا | الحق سے ملا سُبْحَانَ مَنْ أَسْرَكَكَ فِي اللَّيْلِ لَدُنَّ  
 معراجِ حَقِّ ہے بالاتفاق مکہ معظمہ میں نبوت سے بارہویں سال بحمدِ عنصری  
 یعنی جسمِ طاہری جبرئیل براق پر سوار کر کے آپ کو لے گئے آپ نے جو کچھ دیکھا  
 تھا دیکھا اور انہیں آنکھوں سے مشرف دیدارِ الہی سے ہوتے چنانچہ تفسیرِ جلالین  
 میں بروایت ترمذی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَأْتِيَتْ  
 رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي لَيْلِي فِي رُبِّ غَالِبٍ وَبِزْرِكٍ كَوَدَّ بِيهَا نَوَابٍ فِي  
 بَيْتِي كَيْلِي وَفَعَّ آفَ سَبِّ كَيْلِي وَبِيهَا كَيْلِي وَفَعَّ آفَ سَبِّ كَيْلِي وَفَعَّ آفَ سَبِّ كَيْلِي  
 بِحَقَائِقِهَا وَكَمَا هِيَ وَبِيهَا كَيْلِي وَفَعَّ آفَ سَبِّ كَيْلِي وَفَعَّ آفَ سَبِّ كَيْلِي وَفَعَّ آفَ سَبِّ كَيْلِي

لے پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۱۲  
 لے ہر چیز کو اس کی حقیقت کے ساتھ جیسی وہ ہے ۱۲



حدیث کی تمام کتابوں اور قرآن مجید کی تفسیروں میں ذکر معراج بہ تفصیل و  
 دلائل و براہین۔ امکان و رفع شکوک درج ہے یہاں کچھ حاجت طوالت نہیں  
 قَدْ فَتَتْ الخ ترمذی میں لکھا ہے کہ جب آپ بیت المقدس میں تشریف  
 فرما ہوئے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی۔ تمام انبیاء علیہم السلام  
 پیچھے کھڑے ہوئے۔ بعد از سلام سب نے علیحدہ علیحدہ نعمائے الہی کا جو  
 ان کو ملی تھیں بیان کیا۔ بعد ازاں آپ نے امثالاً لامراتھ و امثالینعماتہ  
 رَبِّكَ فَحَدِّثْ جو کچھ آپ کو عطا ہوا اظہار فرمایا اور افتتاح و اختتام حمد  
 و ستائش الہی سے کیا۔ جب سب سن چکے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
 تمام پیغمبروں کو مخاطب کر کے فرمایا بِهَذَا أَفْضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ دیکھو محمد کو یہ  
 سب کچھ ملا ہے تو تم سب سے افضل ہے۔

وَاللّٰهُ يٰ اَيُّسَيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ  
 فِي الْعٰلَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ ا

معنی بیت۔ خدا کی قسم تمام مخلوقات میں آپ جیسا نہ کوئی ہو لے نہ ہوگا  
 قسم ہے اس کے حق کی جس نے آپ کو قرآن دیا۔

واللہ یایسین لقب ماہِ عجم مہرِ عرب ا تجھ سا ہوا اور ہونہ اب دُنیا میں بے وورعا  
 بے شک آپ کی ذات بابرکات بے مثل و بے مانند تھی۔ عالم میں آپ

بے مثل ہیں

لہ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (نپ ۱۸۷)

ہی اپنا نظیر تھے۔ انبیاء کہ افضل المخلوقات ہیں کوئی بھی سرور کائنات کا عدیل  
 و مثیل نہیں ہوا۔ آپ اشرف الموجودات و اکمل المکنونات پیدا ہوئے۔  
 یس آپ کا اسم مبارک ہے چنانچہ ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں اور وہابی  
 نے مسند الفردوس میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد،  
 احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماجی، یاسین، طہ۔

مثلك لم يكن الخ یعنی علو درجات میں آپ کی مثل کوئی دنیا میں نہیں  
 آیا۔ مسلم میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے فرمایا مجھ کو پانچ چیزیں ایسی عنایت ہوئی ہیں کہ اور کسی کو نہ ہوئی تھیں (۱) یہ  
 کہ مہینہ کی مسافت پر میرے پہنچنے سے پہلے میرے دشمنوں پر رعب اور دباؤ  
 پڑ گیا (۲) تمام روتے زمین میرے لئے سجدہ گاہ مقرر کی گئی (۳) مالِ غنیمت میرے  
 لئے حلال کیا گیا (۴) تمام پیغمبر خاص خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور میں تمام  
 مخلوق کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہوں (۵) مجھے شفاعتِ کبریٰ کا اختیار دیا گیا  
 ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے (۶) جوامع الکلم بھی مجھے عطا ہوا۔ اس  
 سے معلوم ہوا کہ آپ جامع المراتب ہیں اور کسی کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہوا۔ یا  
 بہت آپ بے مثل ہیں۔

عَنْ وَصْفِكَ الشُّعْرَاءُ يَا مُدَّثِرًا  
 (۳۸) عَجَزُوا وَكَلُوا مِنْ صِفَاتِ عَلَاكَ

معنی بیت۔ اے حبیب اللہ کے آپ کی صفت مجھ سے ہرگز نہیں ہو  
سکتی۔ بڑے بڑے فصحا و بلغا حتی المقدور اپنے انفاں عزیزہ کو آپ کی  
شنا کوئی میں خرچ کر کے معترف بقصور ہوئے کیونکہ حصر باوصاف جمیلہ آپ  
کے ممکن نہیں اور آپ کے محامد و مناقب اس سے برتر ہیں کہ انسان بیان  
کر سکے ۷

کی شاعروں نے ہر زباں مدح و صفت تیری بیان	آنز تھکی سب کی زباں عاجز ہوئے سب برلا
مجموعہ وصف و ثنا ہے تیری ذاتِ مصطفیٰ	انساں سے ہو کیونکر بھلا احصائے اوصاف کا

انجیل عیسیٰ قَدْ آتَىٰ بِكَ مُخْبِرًا  
(۳۹) وَلَنَا الْكِتَابُ أَتَىٰ بِمَدْحٍ حُلَاكَا

معنی بیت۔ انجیل عیسیٰ اور ہماری کتاب یعنی قرآن مجید آپ کی مدح و  
شنا بیان کر رہے ہیں ۷

انجیل عیسیٰ بھی تری مدح و صفت ہے بھرا | قرآن میں خالق نے کی ہر جباری مدح و ثنا  
واضح ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف انبیاء  
سابقین کی کتابوں میں برابر مذکور ہوتے آئے ہیں اور ہر ایک پیغمبر نے اپنی امت  
کو آپ کی اطاعت اور نصرت کی تاکید فرمائی ہے۔ ہر ایک نبی اور رسول کو  
آپ کے ظہور کی خبر دی جاتی تھی۔ ہمیشہ آپ کی معرفت معرفت الہی کے ساتھ  
رہی ہے۔ اور ہر ایک نبی آپ کی نبوت کو باخبر و وحی پہچانتا تھا اور اس پر  
ایمان لاتا تھا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے پَ إِذَا خَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ

ایمان لانا تھا کہ تم میں سے ایک کا ذکر

النَّبِيِّينَ لِمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ط قَالَ أَقْسَرُ نَأْمَهُ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْسَرُنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ - اور اگرچہ تمام صحف انبیاء و کتب مسلمان آپ کے محاذِ جمیلہ اور مناقبِ جبریلہ سے مملو ہیں۔ بالخصوص حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابِ توریت میں جابجا مذکور ہے۔ چنانچہ سفرِ پنجم کے جزو دوم میں لکھا ہے کہ میں ان کے واسطے ان کے بھائیوں کی اولاد سے ایک نبی پیدا کر کے اس پر اپنے کلام کو نازل کروں گا اور وہ ان کو وہی کہے گا جس کا اسے حکم دوں گا اور جو شخص اس نبی کی بات کو جو میرے نام سے کہے گا نہ مانے گا تو میں اس سے بدلہ لوں گا۔ انتہی۔

اس آیت کا تفسیر نبی آخر الزمان محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے اور اکابرِ علمائے یہود سے ستر اجبار اس بات پر متفق ہیں۔ اور بھی توریت

لے اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا، اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

۷۔ مواہب لدنیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی پیغمبر کو پیغمبری نہیں ملی جب تک کہ اس سے حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے عہد نہ لیا گیا ہو کہ اگر تیری زندگی میں وہ نبی پیدا ہو تو اس کی اطاعت و مدد کرنا اور اپنی امت کو بھی یہی تاکید کر جانا بلکہ اس کو اپنی امت سے اس نبی آخر الزماں کی بیعت لینے کا حکم ہوتا تھا۔ ۱۲ (منہ)

کے جزو آخر میں جس پر تورات ختم ہوتی ہے۔ ایک آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا سینار سے نکلا اور ساعیر پر چڑھا اور کوہ فاران سے بلند تر ہوا اور بھی تورت میں حقیق بنی کے کلام میں درج ہے خدا کا نشان کوہ فاران سے ظاہر ہوگا۔ اور تمام آسمان احمد اور اس کی امت کی تسبیح سے بھر جائیں گے، دریاؤں میں اس کی راہ ہوگی۔ جیسے جنگلوں میں اس کی راہیں ہوں گی۔ اس کو نئی شریعت ملے گی اور صاحب کتاب جامع ہوگا۔ اور یہ امر بعد وقوع خرابی بیت المقدس کے ظہور میں آئے گا اور بھی بعض کلام شعیب علیہ السلام واقع ہے کہ میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے واسطے زمین و آسمان روشن ہو گیا۔ ایک گدھے پر سوار اور دوسرا اونٹ پر سوار ہوگا۔ گدھے والے کا نام مسیح اور اونٹ والے کا نام احمد میری قوم! ٹھیک مانو کہ اونٹ والے کا منہ چاند سے زیادہ روشن ہے اور تورت میں وصایائے موسیٰ میں مذکور ہے کہ جلد ہے کہ ایک بنی تمہارے بھائیوں کی اولاد سے پیدا ہوگا۔ تم اسے سچا جاننا اور اس کی مننا یعنی اطاعت کرنا۔ انتہی اسی طرح انجیل میں بھی آپ کے اوصاف درج ہیں چنانچہ لوقا باب ۲۹ درس ۴۹۔ اور دیکھو میں اپنے باپ کے اس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں اور موعود وہ بنی تھا کہ جس کے آنے کی سب کو خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ یوحنا سے جب پوچھا گیا کہ تو مسیح ہے تو اس نے کہا نہیں پس آیا تو وہ نبی ہے جو اب دیا نہیں (یوحنا باب ۱ درس ۱۹ و ۲۰ و ۲۱) وہ جو اس کو جسے میں بھیجتا ہوں قبول کرتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے (یوحنا باب ۳ درس ۲۰) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔

یوحنا ۱۴، ۱۵ پر جب کہ وہ تسلی دینے والا ہے میں تمہارے لئے  
 باپ کی طرف بھیجوں گا (یوحنا ۱۹ اور ۱۶) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ،  
 تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو تسلی دینے  
 والا تمہارے پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا  
 اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا  
 گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے، اس لئے کہ میں  
 اپنے باپ پاس جانا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے  
 کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تمہیں  
 کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے  
 تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ  
 سُنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گی وہ میری بزرگی کرے گی اس  
 لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی اور تمہیں دکھائے گی سب چیزیں جو  
 باپ کی میرے پاس ہیں۔

مَاذَا يَقُولُ الْمَادِحُونَ وَمَا عَسَى

(۴۰) أَنْ يَجْمَعَ الْكِتَابُ مِنْ مَعْنَاكَ

معنی بیت۔ کیا کہہ سکتے اور لکھ سکتے ہیں آپ کی مدح کرنے والے۔ اگر  
 کہیں یا لکھیں تو ممکن نہیں کہ وہ آپ کی مدح کا حقہ کر سکیں چنانچہ ان دو بیتوں  
 میں مکرر بطور تاکید بیانی ذکر کیا ہے۔

انساں کا کیا جوصلہ تیری صفت لکھے بھلا کس کی زباں سے ہو ادا وصف پسندیدہ ترا

وَاللّٰهُ لَوَّانٌ بِالْجَاسِرِ مَدَادُهُمْ  
(۴۱) وَالشَّعْبُ أَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَآكَا

لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ يَجْمَعُ نَزْرَهُ  
(۴۲) أَبَدًا وَمَا اسْطَاعُوا لَوْ إِذَا سَرَاكَ

معنی بیت - قسم ہے اللہ کی تحقیق اگر آپ کی مدح لکھنے والوں کے واسطے سب دریا سیاہی ہو جائیں۔ اور تمام دنیا کے درخت قلمیں بنائی جائیں اور تمام گروہ جن و انسان اور فرشتے قیامت تک زور لگائیں تو آپ کے اوصافِ جلیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں۔

اشجار ہوں سائے قلم دریا سیاہی ہوں بہم | اور پھر کرے مل کر رقم کل خلقتِ ارض و سما  
مکن نہیں پھر بھی بیاں ہوں تیرے وصف بکراں | اے سید و الانشان اے مظہر نور خدا  
کیونکہ آپ کے اوصاف کلماتِ الہیہ ہیں اور کلماتِ الہی تحریر و تقریر مخلوق سے  
فروں تر ہیں کما قال اللہ تعالیٰ لَوَّانٌ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ  
أَقْلَامٌ وَالْبَحْرِ يَمْدًا مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةَ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ  
كَلِمَاتُ اللَّهِ - اگر زمین و آسمان کی مخلوق کلماتِ الہیہ کو کہنے لگے اور ان کے  
لئے تمام درختوں کی قلمیں اور تمام جہان کے پانی کی سیاہی طیار کی جلتے اور قیامت  
تک لکھتے رہیں تو بھی کلماتِ الہی ان سے پورے نہ ہوں۔ پ ۲۱۷ ع ۱۲

بِكَ لِي قَلِيْبٌ مُّغْرَمٌ يَا سَيِّدِي (۲۳۳)  
وَحُشَاشَةٌ مُّحْشُوَةٌ بِهَوَاكََا

معنی بیت - اے میرے مولیٰ میرے پیشوا میرے لئے ایسا دل ہے جو آپ کی محبت میں فریفتہ ہے اور میری ایسی رُوح ہے جو آپ کی اُلفت سے بھری ہے اے مقتدا اے پیشوا تیرے تصور میں سدا | بے تاب ہوں میں مبتلا بے چین ہوں صبح و سوا قلیب - قلب کا اسم مصغر ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ آپ کی جدائی کے خیال میں فرط محبت سے دل میرا گھٹ گیا ہے - یہ افراط محبت و کمال عشق کی بات ہے و نیز عظمت و جلال محبوب و کثرت و کمال محبت کے مقابلہ میں قلب کو محقر مصغر کر کے بیان کیا ہے اور یہ کہ دل تھوڑا اور محبت بہت کب اس کے لائق ہے - چھوٹا منہ بڑی بات - یہ اظہارِ عجز و اعتذارِ تقصیر ہے -

فَاِذَا سَكَتُ فَنِيْكَ صَمِيْتُ كَلَّةٌ (۲۳۴)  
وَ اِذَا نَطَقْتُ فَمَا دِحًا عَلِيًّا كَا

معنی بیت - میں چپ ہوتا ہوں تو آپ ہی کے جمالِ باکمال کا تصور میرے پیش نظر رہتا ہے اور جب بولتا ہوں تو آپ ہی کی مدح و ثنا کے لفظ بولتا ہوں

تصورِ عجز

۱۔ تصورِ شیخ جابر ہے۔ منکرین چونکہ اس طرف سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ ان کو ظاہر بھی حدیث کی کچھ خبر نہیں ان کو صرف حیض و نفاس اور صدقہ و خیرات کی حدیثوں کی ممانعت ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مبشرات میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو استخفار نسبت (تصور) کا امر کیا۔ اور حدیث میں ہے النَّظَرُ اِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ



گویا میری خاموشی اور کلام میں آپ ہی ہیں۔  
سکت ہوں گر میں بخیر رہتا ہے تو پیش نظر اکہتا ہوں کچھ فرضاً اگر منہ سے نکلتی ہے ثنا!

(بقیہ صفحہ ۹۶) عِبَادَةٌ یعنی عمل کا منہ دیکھنا عبادت ہے تو یہ نظر کسی کا ایسا حق نہیں کہ اس کے بعد ساقط ہو جائے  
یہی نے شعب الایمان میں اور امام احمد نے ابی ذر سے روایت کیا ہے اَنْ سَأَسْئَلُ اللّٰهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا  
وَلِسَانَهُ صَادِقًا وَنَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً وَخَلِيقَةً مُسْتَقِيمَةً وَجَعَلَ أُذُنَهُ مُسْمِعَةً  
وَعَيْنَهُ نَاطِقَةً فَأَمَّا الْأُذُنُ فَتَمَعُّ وَأَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَدَّرَةٌ لِمَا يُوعَى الْقَلْبُ وَ  
قَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاعِيًا - تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق نجات پائی  
جس نے اپنا دل ایمان کے واسطے خالص اور لوث بغض و حسد سے پاک کر کے متوجہ الی الحق کیا اور اپنے نفس  
کو مطمئن اور اپنی طبیعت کو مستقیم اور کانوں کو سننے والے اور آنکھوں کو دیکھنے والیں۔ کیونکہ کان صراحی تنگ  
و بان دل کا پیک ہے اور آنکھ ہر شے کو جو دیکھے دل میں بٹھانے والی اور یہ تحقیق نجات پائی جس نے  
اپنے دل کو حق پذیر بنا لیا اس حدیث میں بالجملہ آداب تصور کا بیان ہے (۱) یہ کہ دل کو ماسوی اللہ سے  
خالی کرے اور طالب حق ہو مخلص بنے اور نیت صادق کو لائے (۲) یہ کہ دل میں آمادگی و استعداد  
بہم پہنچائے (۳) زبان سے سچ بولے اور جھوٹ سے رُکے (۴) اور اپنے نفس کو ذکر الہی سے مطمئن رکھے  
اور بجز اس کے مائل و راعب نہ ہونے دے (۵) صاحب استقامت بنے (۶) کانوں کو اصوات  
پراگندہ سے بند رکھے اور حق نیوش بنائے (۷) آنکھوں کو غیر کے دیکھنے سے بند رکھے اور دیکھنے  
والی بنائے۔ ص آنکھیں تو دیکھنے والی ہیں مراد یہ ہے کہ آنکھوں میں تصور لائے اور دل میں  
جملائے۔ اسی واسطے حدیث میں یہ جملہ اخیر ہے پہلے رعایت امور مذکورہ بالا کرے پھر آنکھوں  
میں تصور لائے کیونکہ بجز رعایت امور اول الذکر تصور نہیں ہو سکتا۔ پھر معنی اس حدیث  
کے تمام فقرے حضرت امام صاحب کے حال پر شاہد ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ میرا چپ  
رہنا اور بولنا اور سننا اور دیکھنا سب کچھ آپ ہی آپ ہیں۔ اور اس حدیث اور ان چار  
مصرعوں کے فقروں میں مطابقت تام ہے۔ پس آپ مفلح ہیں۔ تَأْمَنُ فِتْنًا مَل

ہوں بے خبر یا باخبر ساکت ہوں یاناطق مگرا اے سید خیر البشر محو تماشا ہوں ترا !  
 فَإِذَا سَكَتُ الخ یہ اس واسطے کہا کہ آپ کا جمال بہان آرا جمال الہی ہے چنانچہ  
 ترمذی میں مروی ہے۔ مَنْ سَأَلَ عَنِّي فَقَدْ سَأَلَ عَنِ الْحَقِّ جِسْنِي نے مجھے دیکھا  
 پس تحقیق اس نے خدا کو دیکھا۔ کیونکہ مُرْسَل قائم مقام مرسل ہوتا ہے اور آپ خلیفۃ  
 اللہ فی الارض و نائبہ تھے۔ اور جملہ فَإِذَا سَكَتُ کے یہ معنی بھی ہیں کہ جب چپ  
 رہتا ہوں تو آپ ہی کی فکر میں متفکر رہتا ہوں یا یہ کہ آپ ہی کی محبت میں متفکر ہو کر  
 خاموش بیٹھ جاتا ہوں کہ یہ محبت باس ذوق و شوق بسر ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ پردہ  
 و سوا اس حائل ہو کر مجھے اس پایہ عالی سے گرا دے کیونکہ انسان کے درجات سے  
 عاشقانِ جمالِ محمدی اور والہانِ نور احمدی کے نزدیک آپ ہی کی محبت مقامِ برتر  
 اور منزلِ اعلیٰ اور رتبہ ارفع ہے لہذا اسے حدیث مرویہ بخاری الْمَدْرَعُ مَعَ  
 مَنْ أَحَبَّ۔ محب محبوب کے درجہ میں ہوتا ہے اور آپ کا مقام و درجہ اللہ  
 کے نزدیک سب سے اعلیٰ ہے۔ فکر اس لئے کہ قرآن میں ہے اذْكُرُوا  
 آلاءَ اللَّهِ وَ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ (پ ۲۷) اور حدیث  
 میں ہے تَفَكَّرُوا فِي الْآلاءِ اللَّهِ اللّٰهِ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اللّٰهِ کی نعمتوں  
 میں فکر کرو۔ چونکہ سب نعمتوں سے آپ افضل نعمت ہیں۔ اس لئے آپ کا ذکر

بنی کریم سب سے افضل نعمت ہیں

۱۰ حضرت امام جعفر علی جدہ و علی آباہ و علیہ السلام نے کسی عالم سے پوچھا کہ اللہ نے فرمایا ہے  
 (ثُمَّ لَتَسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (پ ۲۷) وہ کونسی نعمتیں ہیں کہ حق تعالیٰ قیامت  
 کو اپنے بندوں سے پوچھے گا۔ اس نے جواب دیا رزق پانی وغیرہ آپ نے فرمایا بھلا اگر تو کسی کو  
 پانی پلاتے یا روٹی کھلاتے تو کیا اس کو جتانے گا؟ اس نے کہا نہیں یہ تو مروت (باقی اگلے صفحہ)

و فکر کرنا گویا فرض ہے۔

واذا انطقت الخ حدیث میں ہے عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزَلُ  
السَّمَاءُ صَلَاحًا كَذِكْرِكَ كَرَمًا وَرَحْمَةً اَللّٰہِی نازل ہوتی ہے۔ آپ کہ اصلح  
الصالحین ہیں اس لئے آپ کا ذکر اولی ہے۔ جیسے صلاحیت میں آپ کی شان  
برتر ہے ایسے ہی وقت ذکر آپ کے اعلیٰ حصہ رحمت الہی کا ذکر پر نازل ہوتا  
ہے۔ بالخصوص آل جناب تحیة اللہ و سلامہ علیہ تو خود بذات اقدس رحمت  
ہیں وَمَا اَسْأَلْنَاكَ اِلَّا سَمْحَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اس آیت سے ظاہر ہے  
کہ آپ رحمت ہیں۔ اسی واسطے آپ کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ رحمت ایک کلمہ ہے  
اور کلمہ کا سایہ نہیں ہوتا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا

(بقیہ صفحہ ۹۸) سے بعید ہے آپ نے فرمایا پھر کونسی ایسی نعمتیں ہیں جن کا جتلانا ہی مروت ہے۔ اس  
نے عرض کیا کہ قرآن اور نبوت آپ کے گھر نازل ہوئے آپ ہی جانیں۔ فرمایا وہ دونوں نعمتیں ایسی  
ہیں کہ ان کا حق یہی ہے اور جتلانا ہی شرط مروت ہے۔ ایک قرآن دوسرے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
اس نے عرض کیا کہ حق یہی ہے جو ارشاد ہوا۔ ۱۲ فقیر محمدی (منہ)

لے مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سایہ نہ تھا۔ یہ محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں سے  
ثابت نہیں۔ لیکن ذات کریم پر تو نور الہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ ہونا تو فریقین  
کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے چنانچہ المدنی بالقبول فی خدمتہ قدم الرسول میں نقل  
ثقات لکھا ہے مَا وَقَعَ ظِلُّهُ عَلَى الْأَرْضِ قَطُّ آپ کا سایہ ہرگز زمین پر نہ پڑتا تھا۔ اور  
صاحب لائف آف محمد نے لکھا ہے کہ اس کا زمین پر سایہ نہ دکھائی دینا بھی آسمانی نشان ہے اور  
اکثر بے خبر عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے سایہ نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں مسیح کو  
کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہا گیا ہے اور کلمۃ اور روح کا سایہ نہیں ہوتا۔ ان جاہلوں کو یہ خبر نہیں  
کہ قرآن میں یہ دونوں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کئی جگہ مذکور ہوئے ہیں (پ ۱۲ ع ۱۲)  
(بال صفحہ ۱۰۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۹۹) وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا  
 ؕ اور اللہ نے کلمہ ناحق شناساں کو کہ مسیح ابن مریم ہے نیچا کر دیا اور کلمہ حق شناساں کو کہ کلمہ اللہ  
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ ہے اونچا کر دیا۔ کَلِمَةُ اللَّهِ كِتَابٌ وَمَنْ يَنْتَهِ  
 الْإِسْلَامَ دِينًا (پ ۱۷ ع ۱) الایۃ سے کریں تو بہ معنی اسلام ہے اور اگر آیت وَ سَرَّحَ  
 لِبَعْضِهِمْ ذُرِّيَّتَهُ (پ ۱۷ ع ۱) اور آیت وَلَٰكِنْ تَرَىٰ رَسُولَ اللَّهِ وَخَالَمَ النَّبِيِّينَ  
 (پ ۱۷ ع ۲) سے کریں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس مفہوم اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے  
 اور مفہوم محمد اسلام لِأَنَّهُمَا مُتَلَاذِمَانِ إِذَا ذُكِرَا وَاحِدًا مِنْهُمَا دَلَّ عَلَى الْآخَرِ۔  
 (پ ۱۷ ع ۲) وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمَا (اگر کلمہ فصل یعنی محمد نہ ہوتا تو ابھی  
 پر عذاب نازل ہوتا، حضرت کلمہ الفصل ہیں جن سے کفر و اسلام کا فیصلہ ہوتا ہے چنانچہ اس کی تفسیر  
 حدیث صحیح مرویہ مسلم میں ہے مُحَمَّدٌ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ۔ محمد لوگوں میں فرق ہے اور آیت  
 میں یہ شرط کہ کلمہ فصل نہ ہوتا تو ان کا کام تمام ہو جاتا موبداں آیت سے ہے وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ  
 لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (پ ۱۸ ع ۱) اللہ ان کو اس لئے عذاب نہیں دیتا کہ تو رحمت  
 للعالمین ان کے ہی ہے پس آپ کلمہ کلمۃ اللہ کلمۃ الفصل ہیں۔ باقی روح یا روح القدس سوہر حجاب  
 قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت رُوحِ ان معنی میں مذکور نہیں جن کو عیسیٰ سمجھتے ہیں وَلَسَوْفَ  
 نَرْضُنَا آلَ حَضْرَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِنِسْبَتِ يَه لَفْظِ قُرْآنِ مَجِيدٍ مِثْلَ  
 أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا (پ ۱۷ ع ۲) اگر یہاں رُوح سے مراد قرآن لیں  
 تو بھی انہما متلازمان لَنْ يَتَفَرَّقَا إِذَا ذُكِرَا وَاحِدًا مِنْهُمَا  
 دَلَّ عَلَى الْآخَرِ۔ اور اگر رُوح کو منادی کریں تو مراد محمد سے ہے اور یہ معنی  
 معنی اول سے ہے کیونکہ قرآن اس کو خود واضح کرتا ہے اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ  
 لِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (پ ۱۷ ع ۱) یعنی اللہ اور رسول  
 تم کو پکارے تو حاضر ہو جاؤ کیونکہ وہ تم کو زندہ کرتا ہے۔ چونکہ زندگی روح سے  
 پس آپ رُوح ہیں اور صحیح بخاری میں ہے آپ نے فرمایا إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَفِي  
 فِي سُرُوسِي رُوحِ الْقُدُسِ مَجْرِبٌ وَالْأَلْيَا هِيَ (۱۲ منہ)

وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا!  
(۴۵) وَإِذَا نَظَرْتُ فَمَا أَسْرَى إِلَّا كَمَا

معنی بیت - جب سنتا ہوں تو آپ ہی کا ذکر خیر سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں  
آپ کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ سوائے کلام حسن و جمال صورت و سیرت آپ  
کے اور کچھ سننے کو دل نہیں چاہتا اور آپ کی پیاری صورت کا تصور ایسا پیش نظر  
ہے کہ چہرہ دیکھتا ہوں آپ ہی نظر آتے ہیں۔

ہے کانوں میں سدا یا سیدی تیری سدا! جب دیکھتا ہوں آنکھ اٹھا ہوتا ہے تو جلوہ نما  
امام صاحب نے ان مصرعوں میں بیان محویت کیا ہے جو ان کو ذات اقدس  
باب مصطفوی میں بھی یہ درجہ فنا فی الرسول ہے۔

ن۔ نظر بردا لفظ عن سے ثابت ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوائے  
ان کلام کے کہ جس میں عن رسول اللہ کہا جائے اور کسی طرح کا کلام نہ سننا  
چاہتے تھے جو بات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ اسی کو  
حدیث کہتے ہیں۔ یہ درجہ شاید کسی کو ہی حاصل ہوا ہوگا کہ سوائے الفاظ حدیث  
بہنی قال الرسول کے کہ فی الحقیقت قال اللہ ہے اور کوئی لفظ بول چال  
میں نہ آئے اس کے مدعی آپ ہی ہوتے ہیں جس کی تصدیق آپ کے تذکروں سے  
ہو چکی ہے اور غرض کثرت سماع حدیث کی اور اجتناب کلام غیر سے ہے۔ پھر  
سننا یونکر آپ کے مذہب کو ترجیح نہ ہو کہ آپ سوائے عن رسول اللہ کے عن  
فلاں کو سننا اور کہنا نہ چاہتے تھے چنانچہ مصرع دوم بیت اول کے فقرہ  
وَإِذَا نَظَرْتُ سے بصراحت تمام ثابت ہے کہ جو لوگ آپ پر طعن کرتے

امام اعظم اور درجہ فنا فی الرسول

امام اعظم اور علم حدیث

ہیں منکر ہیں، بے انصاف ہیں اور حقیقت مذہب سے بے خبر ہیں۔ اَعَاذَنَا  
 اللَّهُ مِمَّا يَفْتَرُونَ یہ کچھ تھوڑی بات نہیں کہ ایک شخص کو ایسا درجہ عطا ہو  
 کہ اس کا سُننا اور کہنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ کیوں نہ  
 حسد کریں۔ یہ درجہ اسی شخص کو ملتا ہے جو محی الدین، محی النسب، محدث، ملہم،  
 محقق، مجدد، امام، فقیہ ہو۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔  
 وَاذْ انظرات الخ نظر۔ اظہارِ صواب کیلئے غور و فکر کرنا۔ امام صاحب کی مراد یہ  
 ہے کہ جب میں غور کرتا ہوں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس میں آپ کا حکم  
 بین نہ ملے اور ہر ایک مسئلہ میں آپ کا قول فیصلہ نہ ہو۔ قیاس و رائے کی کہیں  
 کچھ بھی حاجت نہیں۔ یہ عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کا طریق امتیاز  
 ادق و احوط ہے کہ ہر ایک کی عقل و ہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی واسطے ان کو  
 بعض مسائل میں بظاہر خلاف حدیث معلوم ہوا ہے اور یہی باعث ان کے طعن  
 کا تھا۔ عَفَى اللَّهُ عَنْهُمْ وَعَافَا اللَّهُ وَآيَاتِنَا عَن كُلِّ غَبِيٍّ۔ سبحان اللہ  
 امام صاحب کا شغل عبادت میں کیا عالی شان ہے کہ خاموشی (کہ بجائے خود ایک  
 عبادت ہے) میں ان کو خیال آپ کا تھا۔ اور گویائی (کہ ایک خاصہ وصف  
 انسانی ہے) میں ذکر آپ کا۔ اور شنوائی (کہ ایک کمال خلقت ہے) میں قول  
 و فعل آپ کا سُننا تھا اور بینائی (کہ معنی تخلیق ہے) دیکھنا جمال جہاں آرا آپ  
 کا تھا۔ یہ درجہ اور ایسی نعمتیں سوائے آپ کے اور کس کو حاصل ہیں۔

عہ جس کی زبان پر حق جاری ہو اور واقعات آئندہ اس پر مکشوف ہوں ۱۲ (منہ)

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي

اِنِّي فَقِيرٌ فِي الْمَوَسَاةِ لِعِنَاكَ

معنی بیت۔ اے میرے مالک گناہوں میں میری شفاعت کیجیو میں آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں۔

خواہاں شفاعت کا ہوں میں طالبِ حاجت کا ہوں میں | حامی ہے بس تو ہی مرا اے شافع روزِ جزا |  
اَنْتَ كَرِيْمٌ عَزِيْزٌ اَعْطَاكَ حَوْضًا كَوْثَرًا | كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي اِنِّي فَقِيْرٌ فِي الْمَوَسَاةِ

فاقہ تہی دستی۔ یعنی میرے پاس اعمالِ صالحہ سے کچھ بھی نہیں۔ صرف آپ کی غنا یعنی عفو و مہربانی و نوازش کا اُمیدوار ہوں۔ فاقہ لغتاً ایک حالت کے درمیان دوسری حالت متضادہ کا آنا۔ اور غنا بے نیازی اور طبیعت پر حالت متناکرہ نہ آنا۔ پس فاقہ سے مراد قبض کی ہے اور غنا سے مراد بسط کی ہے۔ اور یہ ہر دو حالتیں سالکانِ مسالک الہی کو پیش آتی ہیں کہ کبھی باعثِ میلِ علائقِ دنیوی ایک نحیف سا پردہ دل پر آجاتا ہے جو غیب اور شہادت کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اور اک مافات یا گاہے خود بخود بے علم صاحبِ حالت اٹھ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ابتدا میں یہ حالت پیش آیا کرتی تھی۔ لیکن

۱۔ مشاہدۃ الابرار میں التجلی والاسفار ۱۲ (منہ)

۲۔ وہ استغفار اور اعراض عن الغیر ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے اِنِّي لَا اسْتَغْفِرُ كُلَّ يَوْمٍ

سَبْعِيْنَ مَرَّةً ۱۲ فتوح الغیب (منہ)

۳۔ قبض و بسط منتہی راہداں مشابہ است کہ خوف ورجا بتدیاں را وگفتہ اند حالت القبض

حالة الافتقار و حالة البسط حالة الافتقار ۱۲ سلک السلوک (منہ) قبض

کی حالت محتاجی ہے اور بسط کی حالت قابلِ فخر ہے

آپ کا قبض غیر کے بسط سے کروڑ درجہ بہتر تھا گویا قبض آپ کا بسط غیر ہے۔  
 کیونکہ ولی کی انتہا نبی کی ابتدا ہے حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ  
 الْمُتَّقِينَ کے یہی معنی ہیں۔ آپ کا توجہ الی الخلق بھی محض عبادت تھا اور  
 فی الحقیقت توجہ الی الحق تھی۔ کیونکہ آپ مامور اور مرسل الی الخلق تھے۔ اور  
 دوسروں کو یہ امر نہیں ہے۔ امام صاحب جناب مصطفوی میں کہ مرشد منازل  
 حقانی اور معلم مسالک ربانی ہیں۔ بطور استغاثہ اپنے حال کی شکایت کرتے ہیں  
 کہ آپ اپنی اس حالت سے کہ استغراق ذات و مشاہدہ انوار اور بے نیازی  
 اور اِعْرَاضُ عَنِ الْغَيْرِ وَ تَبَرُّی عَمَّا سِوَاہُ ہے مجھے بھی کچھ عطا  
 فرمائیے کہ میں ہر وقت مشاہدہ حق میں رہوں۔ اہل علم اس کو استفادہ روحی،  
 کہتے ہیں۔

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَاةِ (۴۷)  
 جُدِّي بِجُودِكَ وَ اَرْضِي بِرِضَاكَ

معنی بیت۔ اے موجودات سے اکرم اے خزانہ نعمائے الہی جو کچھ آپ  
 کو اللہ نے بخشا ہے مجھے بھی بخشے اور جیسا اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا

۱۷ سالکانِ راہِ الہی اور مستفیضانِ بارگاہِ نبوی کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ حضرت محبوب  
 سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول اَنَا مَا سَأَلْتَنِي سَأَلَ سَأُولُ اللَّهِ وَلَا عَلَيَّ مِنْتَ لِأَحَدٍ  
 بَعْدَكَ (میں ایسا ہوں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی میری پرورش کی ہے اور آپ کے بعد کسی  
 اور آدمی کا مجھ پر احسان نہیں) سے یہی ثابت ہوتا ہے (۱۲) (منہ)



ہے مجھے بھی راضی کیجئے ۷

اے محزونِ جو دو سخا میں بھی ہوں طالبِ جو دو کا | بر لحظہ خواہاں لطف کا بروقت راضی برضا  
 يَا اَكْرَمَ رِخِ اللّٰهِ تَعَالٰى نَعْنِيْ فَرِيَا يٰ هِيْ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَ حَمَلْنَا  
 هُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ سَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَ فَضَّلْنَا هُمْ  
 عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا لَفَضِيْلًا ۝ نُوْعِ الْاِنْسَانِيْ وَ يَكْرِ الْاِنْوَاعِ بَرِيْ وَ بَحْرِيْ سِ  
 مَكْرَمٍ وَ مَفْضَلٍ هِيْ اُوْرَبِيْ اللّٰهُ مَكْرَمٍ مَّفْضَلٍ بَنِيْ آدَمَ هِيْ اِسْمٌ لِّتِيْ اَكْرَمٍ وَ اَفْضَلٍ مَخْلُوْقَاتِ  
 هُوْنِيْ ۝ جُوْدُوْهُ هِيْ كِهْ اِسْمِيْ تَمِيْزَتِهْ هُوْ اُوْرَبِيْ جُوْ كِيْچِهْ هُوْ بِيْ غَرَضِ اُوْرَبِيْ سَبَبِ هُوْ  
 (كشَفُ الْمَحْجُوْبِ ۱۲)

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَ لَمْ يَكُنْ  
 لِاَبِيْ حَنِيفَةَ فِي الْاَنَا مِسْوَاكَا (۴۸)

اے بحرِ ذخارِ عطا طامع ہوں تیرے جو دو کا | اس بو حنیفہ کا بھلا اب کون ہے تیرے سوا  
 عبد احد او حد ہے تو پیش احد احمد ہے تو | افضل ہے تو امجد ہے تو اے منظرِ لطفِ خدا  
 معنی بیت - میں دل سے آپ کے فیض و شفاعت کا اُمیدوار اور خواہش مند  
 ہوں - آپ کے سوا مجھ بے چارے ابو حنیفہ کا جہاں میں کوئی ذریعہ نہیں ہے  
 جو د پر الف لام ہد ذہنی ہے اور معنی جو د کے پھلی بیت میں مذکور ہو چکے  
 ہیں - ابو حنیفہ آپ کی کنیت ہے جو بجائے اسم کے معرفہ علم ہو کر جہاں میں

اے اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو  
 ستھری چیزیں روزی دیں - اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا (پہا ۷)

معرف و معلوم ہے۔ اور یہاں اپنے آپ کو مکٹی کر کے مضاف الیہ کرنے سے اظہار کمال عجز و ابتہال ہے۔ کیونکہ جب عرض کرتے کرتے معروض علیہ کے معروض بیان میں یوں کہیں کہ میرے آقا یہ بندہ مسکین فلاں بن فلاں مثلاً اے میرے مولیٰ اللہ کے رسول اور اس کے حبیب یہ عاجز گنہ گار آپ کا غلام خاکسار بندہ محمد اعظم بن محمد یار آپ کی جناب اقدس سے رحم اور دستگیری کا اُمیدوار ہے۔ مصرع شاہاں چہ عجب گر بنوا زندگدارا۔

تو اس طرح البتہ اقرار عجز و انکسار کر کے اپنے حال زار پر توجہ دلانا ہے اور حدیث میں ہے سَلُّوا اللّٰهَ لِي الْوَسِيْلَةَ جَنَابِ الْهٰی سے میرا وسیلہ مانگو۔ اس واسطے کہا ہے کہ آپ کے سوا میرا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور اس زاری و انکساری سے مراد یہ ہے کہ

فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيَّ عِنْدَ حِسَابِ  
(۴۹) فَلَقَدْ عِنْدَ امْتَسِكًا بَعْدًا كَا

معنی بیت۔ خدا کرے آپ رحم میں آکر قیامت کے دن کہ سخت مشکل اور وقت حساب ہے میری شفاعت کریں اور خدا سے مجھے مانگ لیں۔ کیا خوب ہو روز جزا تو ازرہ لطف و عطا | ہو پیش ذات کبریا میری شفاعت کو کھڑا

۱۰ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام جب دعا مانگتے تو اپنے آپ کو یابین لفظ تعبیر کرتے عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہا کرتے، عَبْدُكَ وَابْنُ امَّتِكَ ۱۲ (منہ)

فَلَا نَتَّ أَكْرَمُ شَافِعٍ وَ مُشَفَّعٍ !  
(۵۰) وَمِنَ التَّجَارِبِ مَا كَفَّ نَالَ رِاضًا كَا

معنی بیت۔ اللہ کے نزدیک آپ بہت معزز ہیں اور آپ شفاعت کے مجاز بھی ہیں اور آپ کی شفاعت قبول ہے جس نے آپ کی پناہ لی آپ کی خوشنودی حاصل کی ہے

پیش جناب کبریا ہے مرتبہ تیرا بڑا ااااا کی جس نے تجھ سے التجا حمایت میں ہوا انت اکرم۔ ترمذی و دارمی میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا اول شافع و اول مشفع یومہ القیامۃ و لا فخر و انا اول من یحکم حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیہ خلینہا و معی فقراء المؤمنین و لا فخر و انا اکرم الاولین علی اللہ و لا فخر۔ میں ہی سب سے پہلے پہل شفاعت کے لئے کھڑا ہوں گا اور شفاعت کے لئے اجازت دیا جاؤں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ سب سے اول جنت کا دروازہ میں ہی جا کر کھٹکھاؤں گا۔ لیکن میں اس پر کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بہشت کے دروازے میرے لئے کھول دے گا۔ میں سب سے پہلے بہشت میں جاؤں گا۔ اور مسکین مومنین میرے ساتھ ہوں گے۔ میں اس پر بھی کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اور اللہ کے نزدیک سب پیغمبروں سے مکرم تر ہوں۔ میں اس پر کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اور دارمی کی ایک روایت میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ مرسلین و انبیاء کا پیشوا میں ہوں گا اور خاتم الانبیاء بھی میں ہی ہوں۔

فَاَجْعَلْ قَدَاكَ شَفَاعَةً لِّي فِي عَدِي  
(۵۱) فَعَسَى اُسْرَى فِي الْحَشْرِ تَحْتَ لِي وَاكَا

معنی بیت۔ اے میری آنکھوں کے نور حشر میں مجھے بھی اپنی شفاعت سے بہرہ مند کرنا اور اپنے لوگوں کے زہر سایہ جگہ دینا۔  
اے جلوۂ نور خدا کے نور چشم اصطفیٰ | ہو کاش تو شافع مراے مجھ کو بھی زیر لویا

صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عَلَمَ الْهُدَى  
(۵۲) مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ إِلَى مَثْوَاكَ

معنی بیت۔ اے ہدایت کے نشان اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ پر بقدر شوق دل مشتاقان زیارت بابرکت درود نازل فرمائے۔  
پہونچے قیامت تک شہا تجھ پر درود اللہ کا | صبح و مسابے انتہا عدد و الخلاق کلاھا  
ف۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت جس قدر حدیثوں میں مذکور ہے۔ ان سب کو شمار کرنا کچھ آسان نہیں۔ بقدر ما تیسر ہر ایک اہل علم نے اپنے اپنے مصنفات و موقوفات میں ان کو روایت کیا ہے۔ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ عَشْرًا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دس بار اس پر رحمت بھیجتا ہے یعنی ہر ایک کے بدلے دس حصہ زیادہ عوض ملتا ہے چونکہ یہ درخت حکم آیت ضویہ

۱۔ اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان  
اربابی صفحہ ۱۰۹ پر

اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا  
 فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا - بہت بار آور اور  
 یہ تجارت بامر کریمہ <sup>لح</sup> من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها - نفع بخش  
 اور سود مند ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ عز اسمہ محض فضل و کرم سے خیر خواہی بندوں  
 کے لئے فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلٰى النَّبِيِّ ط  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پ ۲۴)۔  
 تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی (محمد) پر درود بھیجا کرتے ہیں۔ ایمان  
 والو اگر تم بھی ہماری اور ہمارے فرشتوں کی موافقت کیا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے  
 ساتھ ہو جاؤ اور تم بھی ہمیشہ اس پر درود بھیجا کرو اور سلام کیا کرو۔ بخاری  
 میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوتی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 سلام کرنا تو ہم سیکھ چکے درود کس طرح بھیجا کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔  
 قُولُوا (یوں کہا کرو) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ  
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ  
 حَبِيْبٌ حَبِيْبٌ۔

ف۔ جب کوئی آپ کا نام پاک لے تو لینے والے اور سننے والے دونوں  
 کو فی الفور درود پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی آپ کا اسم مبارک لکھے تو اس  
 کو لازم ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ صیغہ درود و سلام کا لکھ کر آگے کو

(بقیہ صفحہ ۱۰۸) میں بہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے (پ ۱۴) ۱۶  
 لے جو ایک نیکی لاتے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں (پ ۷)

لکھے کیونکہ احادیث صحیحہ میں ترک صلاۃ و سلام پر سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں  
 و ہر چند کہ صلاۃ و سلام کے صیغے مختلف عبارتوں میں صحابہ و تابعین و تبع،  
 تابعین و دیگر صلحاء و علماء مجاہدین سے مروی ہیں لیکن افضل وہی صیغہ ہے جو  
 آپ کا ارشاد ہے اور آپ کی زبان پاک سے نکلا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی  
 مُحَمَّدٍ اور یہ صیغہ بھی امثال امر الہی میں جامع صیغہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ  
 عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
 قس۔ جب کوئی زبان سے درود کہے یا قلم سے لکھے تو اس پر واجب ہے کہ  
 آل محمد کو ضرور ساتھ ملاوے کیونکہ بروایت صحیحین حدیثوں میں اس کی بہت تاکید  
 ہے جب آپ کے نام نامی پر درود لکھنا ہو تو صاف اور سیدھی سطر میں لکھے  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نام کے اوپر رمز و کنایہ سے کسی علامت پر اکتفا نہ  
 کرے مثلاً یا صلعم۔ کیونکہ یہ طریق مستحدثہ بنی امیہ کا ہے تحفۃ الباقی شرح  
 الفیہ عراقی۔

آل محمد کو ضرور ساتھ ملاوے

آل بغویوں کے نزدیک لفظ آل بمعنی اہل ہے اور صحابہ اور تبع تابعین اور تمام  
 متبعان کتاب و سنت اور مطیعان امر اہل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور  
 اس کے دلائل کتاب مبسوطہ میں درج ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہوا داران  
 جناب مصطفوی (صلاۃ اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ) کو لیاقت شمول اور اہلیت  
 دخول حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کو دخول حکمی کہتے ہیں۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے

لے صلوٰۃ جب اسم ذات اللہ سے مضاف ہو تو یعنی رحم ہے اور ملائکہ سے مضاف ہو تو دعا ہے اور  
 آدمیوں سے مضاف ہو رحم طلبی اور قبول شفاعت ہے ۱۲ ق نج و مع (منہ)

کہ سمعوم بن یوحنا رضی اللہ عنہ جب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زیر لوہار جنگ، لیلۃ الہرہ میں شہید ہوئے تو جناب امیر بنفس نفیس ان کو غسل دے رہے تھے اور زبانِ حق بیان سے فرماتے تھے ”هَذَا رَجُلٌ مِّمَّا أَهْلُ الْبَيْتِ“ یہ بھی ہمارے خاندانِ نبوت سے ایک مرد ہے۔ اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حق میں جنگِ خندق میں فرمایا تھا (السلمان مِمَّا أَهْلُ الْبَيْتِ) سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے یہ دخولِ حکمی ہے ورنہ سلمان فارس کے اور کسریٰ کی اولاد سے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ جو اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ کی تابعداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن کو خدا تعالیٰ نے نعمتیں دی ہیں۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح دیکھو یہ دخولِ حکمی ہے غرضیکہ تمام فرمانبردار صادق و راسخ ثابت قدم متقی صالح دل و جان سے آپ کی اور آپ کی آل و اولاد کی محبت رکھنے والے حکماً آل ہیں اور صلاۃ کے معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے خوشنودی اور حصولِ اجازت شفاعت اور بعثت فی مقامِ محمود ہے اور آل کے واسطے معنی برکت اور کثرتِ اطاعت اور قبولیت اور عطاۃ نور اور حصولِ درجات ہے۔

ف۔ بعض جاہل جب تک کسی فقیر سے اجازت نہ لے لیں درود شریف نہیں پڑھتے خود احمق اور بے علم فقیروں کا اپنا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بے وقوف یہ نہیں جانتے

کہ مُرشدِ حقیقی بامرِ مدامی صَلُّوا وَسَلِّمُوا تَامًا جہاں کو قیامت تک اجازت دے  
چکا ہے پھر کسی کی اجازت کی کیا حاجت ہے۔

وَعَلَىٰ صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِيعِهِمْ  
(۵۳) وَالتَّابِعِينَ وَكُلِّ مَنْ ذَا لَآكَا

نیز آل پر اصحاب پر اختیار پر ابرار پر | رحمت ہے شام و سحر تیرے طفیل اے مقتدا  
معنی بیت۔ اور آپ کے اصحاب پر بھی جو اہل کرامت ہیں بالتمام اور اصحاب کے دیکھنے  
والوں پر۔ پھر ان پر بھی جو آپ کی محبت رکھیں۔

ف۔ بیشک جو لوگ آپ کی اطاعت کریں اور ظاہر و باطن آپ کی محبت رکھیں ان پر اللہ تعالیٰ  
درود بھیجتا ہے جیسے خود فرماتا ہے هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ (پا ۳۷)  
اللہ وہ ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی صحابہ وہ ہیں جن کو آپ کی  
صحبت نصیب ہوئی۔ حضرات پہاڑیہ اور جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہم اور  
حضرات ازواج النبی امہات المؤمنین اور جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن اور تمام بیٹے  
اور تمام بیٹیاں آپ کے فیضِ صحبتِ نبوت میں شامل ہیں۔ اسی طرح بعض آپ کے ان سے  
بٹنے والے اور علم الہی لینے والے مردوں خواہ عورت تابعین میں داخل ہیں۔ اسی طرح  
آپ کی محبت رکھنے والے صحابی ہوں یا تابعی صحابوں یا اور۔ قیامت تک تمام آپ  
کے ہوا خواہ ذکور و انثاء، علماء و فقراء، محدثین و فقہاء، درویش و اغنیاء، امہ اہل  
بیت سب لفظ و الایں مندرج ہیں۔ سبحان اللہ! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
نے کیسی مختصر تقریر میں کس بظاہر سے سب کو شامل کیا ہے الحق یہ آپ ہی کا حق ہے  
صَلَّى اللهُ عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ لَجُجَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ سَابِقِ  
الْعَالَمِينَ۔

(تمت)



# شرح قصیدہ بردہ

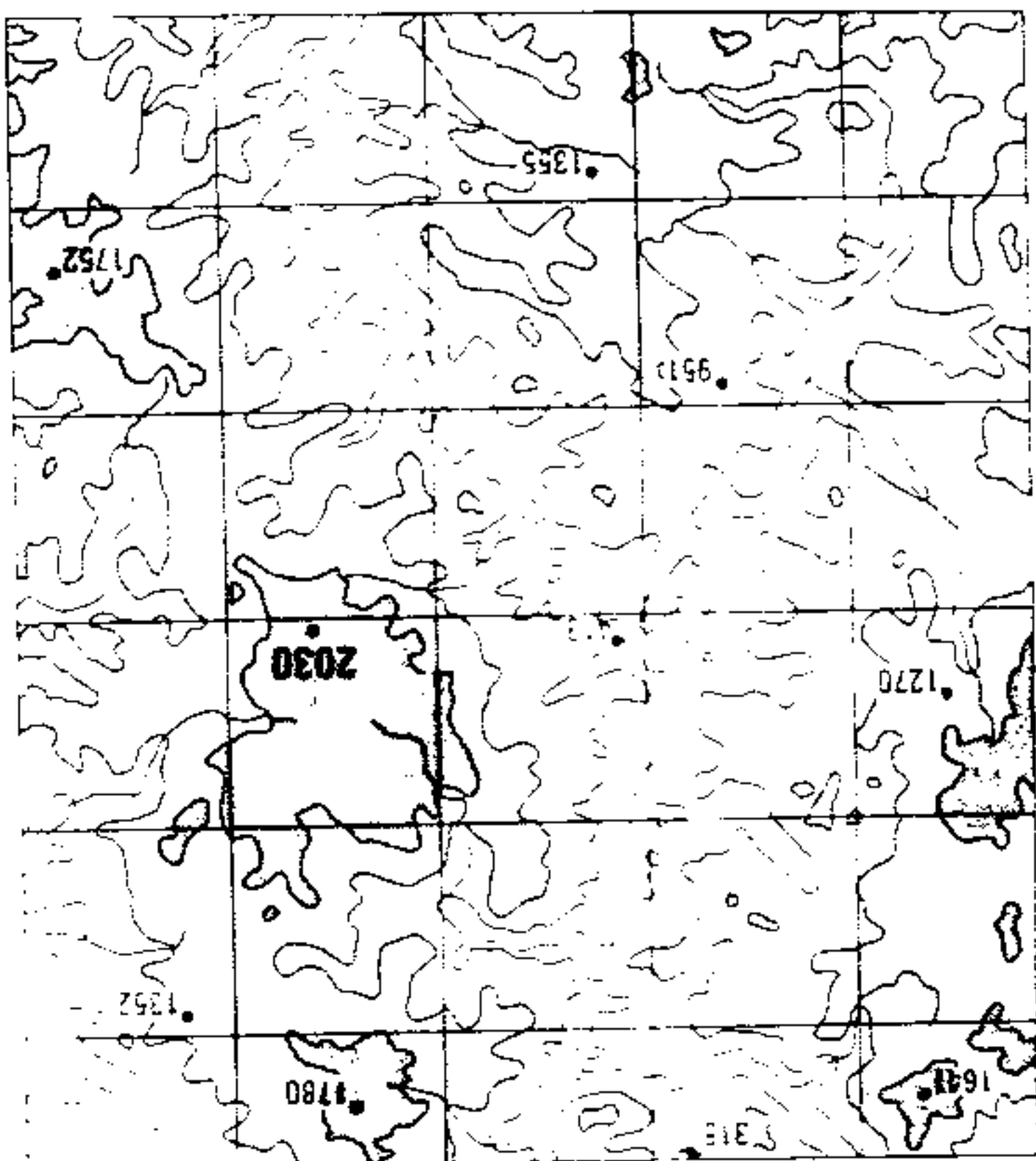
مولفہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

قصیدہ بردہ شریف حضرت علامہ شرف الدین بوصیری کا وہ ہدیہ عقیدت ہے جو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا اس قصیدہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس مولف کی زبانی سنا اور اظہارِ مسرت فرمایا ہوئے قبول فرمایا۔ اور اس دن سے علامہ بوصیری پر بے پناہ نوازشات کا نزول ہوتا رہا۔ اس قصیدہ مقبولہ کو عاشقانِ رسولؐ ہمیشہ غذائے روح بتاتے رہے اور وظیفہ جاںِ سمجھ کر پڑھتے رہے۔ صالحین اُمت نے صدیوں اس قصیدہ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ لاکھوں شرحیں کروڑوں تضمینیں اور سینکڑوں تعلیقات لکھی گئیں۔

ہمارے دور کے فاضل عالم دین حضرت علامہ ابوالحسنات نے بھی عشقِ رسول کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس قصیدہ کی اُردو میں شرح لکھی اور حق تو یہ ہے کہ عاشقانِ رسول کے لئے غذائے روح و ایمان کا سامان اکٹھا کر دیا۔ اس قصیدہ کو بڑی نفاست سے طبع کیا جا رہا ہے تا کہ محبانِ رسول اپنا دامن مراد بھرنے سے محروم نہ رہ سکیں۔

مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ

طباعت سرورق رین پریس لمیٹڈ، لاہور



ELEVATION GUIDE



ADJOINING SHEETS

BOUNDARIES

